کھنڈرات کی بدروحیں
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت -/۱۰ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناشر: مبارک انور، قوسین پبلی کیشنز، لاہور
طابع: ایچ ڈی پرنٹرز، لاہور

آواز میں خدا جانے کیا جادو تھا۔ سب تھر تھر کا نپنے لگے۔ تب سردار نے اُن سے کہا۔ یہ ہے تمہاری حکم عدولی کی سزا میرا کہا مان کر یہاں سے چلے جاتے تو شاید عذاب ٹل جاتا۔ اب اپنے کیے کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اسی وقت آسمان سے سانپوں اور بچھوؤں کی بارش ہونے لگی۔ جنہوں نے ان کو ڈسنا شروع کر دیا۔ کئی ایک موت کے گھاٹ اتر گئے اور چند ایک نے یہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ ان میں ناگ کے علاوہ لاہوت بھی بچ کر نکل جانے والوں میں تھا۔ کیونکہ یہ سانپ اپنے آقا کے پاؤں میں ضرور لپٹے رہے تھے۔ کسی کی ہمت نہیں تھی اپنے آقا کے قدم چومے بغیر رہ جائے۔ انہوں نے اپنی زبان میں اپنے آقا سے اجازت بھی طلب کی تھی۔ جن لوگوں کے ساتھ آپ نہیں ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے یا انہیں چھوڑ دیا جائے۔ تب ناگ نے اپنی زبان میں اس سے پوچھا تھا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ سب کس کے حکم سے ہو رہا ہے۔ ایک بوڑھے سانپ نے بتایا۔ ہمارے آقا یہ جگہ ایک کئی ہزار سال پرانے جن کی ہے جو انتہائی عبادت گزار ہے اور دن رات خدا کے حضور سجدے میں گرا رہتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے رب کا ہر حکم بجا لاتا ہے۔ اس لئے صحرا کا ذرہ ذرہ اس کے حکم کے سامنے سر جھکاتا ہے۔ جو لوگ اپنے رب کے احکام کو مانتے ہیں اس کائنات کی ہر چیز ان کے حکم پر سر جھکا دیتی ہے۔ اِس جن کا مسکن ان دونوں ٹیلوں کے نیچے تہہ خانے میں ہے جہاں یہ نہر زمین میں غائب ہوتی ہے۔ وہ جا کر تہہ خانے میں گرتی ہے اور خدا جانے زیرِ زمین کہاں جاتی ہے۔ ہم لوگ اسی جن کی رعایا ہیں اور ان ہی ٹیلوں میں ہمارا ٹھکانا ہے۔ تب ناگ نے پوچھا۔ کیا ان لوگوں پر عذاب ختم ہو گیا یا کچھ باقی ہے۔ سانپ نے جواب دیا اب صرف آسمان سے گدھوں کا حملہ ہوگا جو ان لاشوں کو اٹھا کر لے جائیں گے تاکہ یہ زمین اِن گنہگاروں سے پاک ہو جائے۔ آپ لوگوں کو چاہئے ان گدھوں کی نظروں سے بچ کر چھپ جائیں۔ جب تک یہ گدھ لاشوں کو اٹھا کر نہیں لے جاتے پھر دوبارہ ادھر کا رُخ نہ کریں۔ سانپ واپس چلا گیا اور سردار نے اپنے آدمیوں کی گنتی کرنی شروع کر

دی جواب صرف آٹھ رہ گئے تھے۔ وہ بہت پریشان تھا۔ کہ اتنا بڑا خزانہ وہ آدمیوں کی کمی کے باعث پورا نہ لا سکے گا۔ جب کہ دوبارہ یہاں آنے کی اس میں ہمت نہ تھی۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ آسمان پر گدھوں کے لشکر نمودار ہوئے۔ ناگ نے فوراً سردار سے کہا۔ اپنے آدمیوں سمیت اِن بلاؤں سے چھپ جائیں جو اتنے بڑے ہیں کہ آدمیوں کو اپنے پنجوں میں اٹھا کر آسانی سے لے جا سکتے ہیں۔ سب آدمی ریت کے ٹیلوں میں چھپ گئے۔ پھر جانوروں کو بھی کوشش کر کے ان ہی ٹیلوں میں چھپا دیا گیا۔ یہ گدھ ایک چکر لگا کر زمین پر آئے اور ایک ایک گدھ نے آسانی سے ایک ایک لاش اٹھائی اور آرام سے پنجوں میں دبا کر بلندی پر اُڑ گئے۔ ایک اُونٹ اور ایک گھوڑا بدک کر کھلے آسمان کے نیچے آ گئے۔ اچانک دو گدھ ادھر متوجہ ہوئے اور ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گھوڑے کو اٹھایا اور بلندی پر پرواز کر گئے۔ لاہوت اور اس کے آدمی ڈر اور حیرانی سے ان آسمانی بلاؤں کو دیکھتے ہی رہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد آسمان صاف ہو گیا۔ تب لاہوت نے ناگ کے مشورے سے سب آدمیوں کو اکٹھا کیا اور نقشے میں بتائے ہوئے رُخ کی طرف روانہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو گئے۔ نقشے کے حساب سے یہ آخری نشانی تھی۔ جس کے حساب سے وہ ٹھیک سمت پر جا رہے تھے۔ آگے نقشے پر کوئی اور نشانی موجود نہ تھی۔ وہ ایک دفعہ پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر پرستان میں

دوسری طرف جب عنبر کو ہوش آیا تو وہ سمندر کے ایک دروازے پر بہتا ہوا دریا کے کنارے پہنچ گیا۔ اسے راجکماری کے متعلق کچھ علم نہ تھا کہ وہ کس حال میں ہے زندہ بھی ہے یا گنگا کی لہریں اسے نگل گئی ہیں۔ عنبر دریا کے کنارے بیٹھ کر سستانے لگا۔ اسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ بہت تھک گیا ہے۔ اسے افسوس تھا کہ وہ راجکماری کو اس کے باپ کے حوالے نہ کر سکا۔ پھر اس کے خیالوں کا مرکز ماریا اور ناگ بن کر رہ گئے جو ایک طویل عرصے سے بچھڑے پڑے تھے۔ وہ اکٹھے ہوتے تو کتنا سکون ہوتا۔ میں ان تنہائیوں سے اُکتا گیا ہوں۔ عنبر نے اپنے آپ سے کہا۔ اسے فوراً پھول پری کا خیال آ گیا۔ کیوں نہ اسے بُلا کر اس تنہائی سے نجات حاصل کی جائے۔ اس نے انگوٹھی کی طرف نگاہ کی اور کہا۔

"اچھی پھول پری مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

فضا میں ہر طرف پھولوں کی مہک پھیل گئی ۔ بارہ سنگھوں
کی ایک رتھ پر پھول پری نہایت غمگین آن حاضر ہوئی
اور کہا بتاؤ عنبر میں تمہاری کیا خدمت کروں ۔ جب وہ
یہ بات کہہ رہی تھی تو عنبر نے دیکھا کہ پری کے چہرے
پر پریشانی اور اُداسی کے آثار ہیں ۔ عنبر نے جو اسے
غمگین دیکھا تو کہا ۔ اچھی پری تم کچھ پریشان ہو ۔ پری نے
کہا عنبر تم نے جس دیو کو قتل کیا تھا اس کا بڑا بھائی میری
چھوٹی بہن بنار کلی کو انتقام لینے کے لئے اٹھا کر لے
گیا ہے ۔ اس نے ہم پر حملہ کیا جس میں میرا باپ اور
بھائی بھی زخمی ہو گئے ۔ مجھے تو وہ حاصل نہ کر سکا ۔
لیکن وہ معصوم اس کے ہتھے چڑھ گئی اور وہ اسے
اٹھا لے گیا ۔ مجھے اپنی چھوٹی بہن سے بڑا پیار ہے ۔
عنبر میں اس کی جدائی سے بہت غمگین ہوں ۔ تب عنبر
نے کہا ۔ اچھی پھول پری میں اگر تمہارے کسی کام آ
سکتا ہوں تو بتاؤ میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں
تب پھول پری نے کہا ۔ وہ ظالم اسے اٹھا کر پرستان
میں لے گیا ہے کیونکہ پریوں اور دیوؤں کے راجا اندر
کا وہ مشیر خاص ہے ۔ عنبر نے کہا ۔ تو تم راجا اندر سے
فریاد کیوں نہیں کرتے ۔ تب پھول پری نے جواب دیا ۔

یہ قصہ بہت لمبا ہے ۔ مختصر طور پر اسے یوں سمجھ لو کہ
ہم اندر کے دربار سے ایک غلطی کی وجہ سے نکالے گئے
ہیں اور پرستان میں ہمارا داخلہ بند ہے ۔ اپنے بزرگوں کی
غلطی کا خمیازہ ہم کئی پشتوں سے بھگت رہے ہیں ۔ عنبر
نے کہا ۔ اچھی پری تم نے ہر مرحلے پر میری مدد کی ہے
اور مرد ہوتے ہوئے یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ
میں مصیبت میں تمہارے کام نہ آؤں ۔ تم مجھے پرستان کا
راستہ بتا دو ۔ میں تمہاری بہن بنار کلی کو حاصل کرنے کی کوشش
کروں گا ۔ پری نے کہا ۔ تم انسان ہو کر دیوؤں کا کیسے
مقابلہ کر سکو گے ۔ کہاں مٹی کا انسان اور کہاں آگ سے
بنی ہوئی مخلوق ۔ تب عنبر نے کہا ۔ یہ مت بھولو پھول
پری کہ آدم بھی مٹی کے بنے ہوئے تھے اور شیطان
آگ کا لیکن پھر بھی شیطان کو حکم ہوا تھا آدم کو سجدہ
کرو ۔ انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے ۔
اشرف المخلوقات ہے ۔ تب پھول پری نے کہا ۔ تم ٹھیک
کہتے ہو ۔ خدا نے انسان کو خاص اپنی رحمت سے نوازا ہے
اور اگر انسان صحیح طور پر رب کا بندہ بن کر رہے تو
جن، دیو سب اس کے سامنے ہیچ ہیں ۔ میں تمہیں کوہ
ہمالیہ کی اس چوٹی تک چھوڑ آؤں گی جہاں سے پرستان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی حد شروع ہوتی ہے۔ آگے تمہیں اپنی ہمت اور ذہانت سے کام لینا پڑے گا۔ وہاں نہ تو میری انگوٹھی تمہارے کام آئے گی اور نہ ہی میں تمہاری مدد کو پہنچ سکوں گی۔ اتنا یاد رکھنا پرستان کی حد میں داخل ہوتے ہی محافظوں کو تمہاری بُو آجائے گی اور وہ تمہاری بُو سے ہی تم تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔ عنبر نے کہا۔ تم نے بھی تو مجھ پر کئی احسان کئے ہیں۔ ایک دوسرے کے کام آنا عبادت ہے احسان نہیں اس کا بدلہ حق تعالیٰ خود دیتے ہیں چلو اب دیر نہ کرو نہ جانے اس معصوم پر کیا گزر رہی ہوگی۔ پھول پری نے کہا۔ یہاں سے پرستان کی سرحد کافی دُور ہے ہمیں تین دن لگ جائیں گے۔ عنبر نے کہا۔ خدا بہتر کرے گا۔ تو آؤ پھول پری نے کہا۔ مجھے اپنا ہاتھ پکڑا کر اپنی آنکھیں بند کر لو۔ عنبر نے اپنا ہاتھ پری کے ہاتھ میں دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے قدموں کے نیچے زمین بھاگتی رہی اور پھر اسے احساس ہوا اب زمین چھوڑ کر وہ آسمان پر اُڑ رہا ہے۔ کیونکہ آسمان کی فرحت بخش ٹھنڈی ہوا اسے بڑی ہی بھلی معلوم ہو رہی تھی دوسری طرف راجکماری بھی ایک تختے پر بے ہوش اسی مندر کی

سیڑھیوں سے آگئی جہاں سے اسے اغوا کیا گیا تھا۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ بھگوان نے راجا کی فریاد سن لی ہے جس نے کل اپنے آپ کو وشنو بھگوان کے قدموں میں قربان کرنا تھا۔ راجا کو معلوم ہوا مگر وت بھرت اور راجکماری کی جدائی نے اسے اتنا کمزور کر دیا تھا کہ وہ خوشی کے مارے رو دیا اور چکر کھا کر وشنو بھگوان کے قدموں میں گر کر اُن چرن چھو لئے۔ راجکماری کو ہوش آچکا تھا اور وہ بڑے پجاری پنڈت ہری شنکر کے ہمراہ سیڑھیاں چڑھتی باپ کے درشن کو آرہی تھی۔ پھر باپ نے بیٹی اور بیٹی نے باپ کو اس طرح دیکھا کہ دونوں کی آنکھوں سے ساون بھادوں کی طرح آنسو برس رہے تھے۔ تب راجا نے کہا۔ میری بچی بھگوان نے مجھے دان میں دے دی ہے راجکماری نے بھی بڑھ کر باپ کے قدم چھو لئے لیکن باپ نے اسے سینے سے لگا لیا اور یوں دونوں مل گئے۔ وشنو بھگوان کے لئے کئی جانور قربان کئے گئے۔ پھر راجا پنڈت ہری شنکر کا شکریہ ادا کرتا ہوا اپنی بیٹی کے ساتھ اپنی ریاست کو روانہ ہو گیا۔ پھول پری نے تین دن کی تھکا دینے والی مسافت طے کرکے آخر عنبر کو ایک نہایت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بلند چوٹی پر اُتار دیا۔ یہ چوٹی بادلوں سے بھی اُونچی تھی۔
اور عنبر بادلوں کو بہت نیچے ہوا کے دوش پر اُڑتے دیکھ
رہا تھا۔ تب پھول پری نے کہا۔ عنبر اس سے ایک قدم
بھی آگے بڑھی تو میرے پَر جل جائیں گے۔ اب مجھے اجازت
دو۔ واپس جاکر اپنے زخمی باپ اور بھائی کی بھی خبر لینی
ہے۔ عنبر نے اُسے خدا حافظ کہا۔ پھول پری اس کی
نظروں کے سامنے ہوا میں اُڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے
وہ وادیوں میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ عنبر ستانے کے
لئے ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور منصوبے بنانے لگا کہ کیسے
پرستان کی حد میں داخل ہوا جائے۔ وہ جس پتھر کی اوٹ
بیٹھا تھا یکایک اُسے جنبش ہوئی۔ عنبر نے غور سے دیکھا
یہ تو پتھر کا انسان تھا جیسے کسی انسان کو پتھر کا بنا دیا
گیا ہو۔ پھر اس پتھر کے بُت سے آواز آئی۔ کیا تمہارا
نام عنبر ہے۔ عنبر حیران ہوا کہ اس پتھر کے بت کو اس
کا نام کیسے معلوم ہو گیا۔ عنبر نے کہا ہاں میرا ہی نام عنبر
ہے۔ تم کون ہو اور مجھے کیسے جانتے ہو۔ تب بُت سے
آواز آئی۔ میں ایک ہزار سال کی سزا بھگت رہا ہوں۔
عنبر مجھے راجا اندر نے سبز پری کے کہنے پر ایک ہزار
سال کے لئے پتھر بنا دیا ہے۔ اس نے کہا تھا ایک

شخص یہاں آئے گا جو کئی ہزار سال سے زندہ ہے اگر
اگر اس کا جسم تجھ سے چھو گیا تو تجھے زبان مل جائے گی۔
اور اگر اس نے کوہ قاف کے پُرانے اور ویران کنوئیں میں
اتر کر جہاں تمام دنیا کا دُھواں جمع ہوتا ہے اور جو کئی
میل گہرا ہے تیرا چھوٹا سا بُت تلاش کر لیا۔ کیونکہ وہاں
وہاں سینکڑوں انسان چھوٹے چھوٹے بُتوں میں بند موجود ہیں۔
جن کا وجود باہر ہی کہیں پتھر بن چکا ہے اور ان کی شکل کا
چھوٹا بُت اُسی کنوئیں میں سزا بھگت رہا ہے۔ تیرے بُت
کو پہچان لیا اور اسے دیوار سے مار کر توڑ دیا تو تجھے
زبان کے ساتھ ساتھ جسم بھی مل جائے گا لیکن اگر سو
سال بیت گئے تو یہ بڑا بت جو پہاڑی پر پڑا ہے ایک
گول پتھر میں تبدیل ہو جائے گا اور پھر تجھے وہ کنوئیں
میں نہ پہچان سکے گا۔ پھر ایک ہزار سال کے بعد تُو خود
بخود اپنا جسم حاصل کرے گا۔ مجھے یہاں پڑے ہوئے
ننانوے سال ہو گئے ہیں۔ خدا کا شکر ہے تم ایک سال
پہلے ہی آ گئے۔ میرے بھائی میرے خد و خال ابھی تک
ٹھیک ہیں۔ غور سے میری صورت پہچان لو اور دھوئیں
کے کنوئیں میں اتر کر میرا بت توڑ ڈالو۔ میں پہاڑوں کی
وادی میں ایک ریاست ہے نور نگر اس کا شہزادہ ہوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہوں ۔ میری جدائی میں ماں باپ مر گئے ہوں گے ۔ ننانوے سال بیت گئے خدا جانے میری ریاست پر کون قابض ہوگا ۔ عنبر نے کہا ۔ مجھے بتاؤ وہ کنواں ہے کہاں جس میں مجھے اترنا ہے ۔ تب پتھر کے شہزادے نے بتایا یہاں سے مغرب کی طرف چلے جاؤ ۔ کوئی دو میل جانے کے بعد تمہیں پتھر کے بتوں کا شہر ملے گا اسی شہر کے ٹھیک درمیان میں وہ کافی بڑا کنواں ہے ۔ سنا ہے کہ اس کنویں سے بھی کوئی راستہ پرستان کو جاتا ہے ۔ عنبر یہ سن کر خوش ہو گیا کہ ایک پنتھ دو کاج ہو گئے ۔ اس بے چارے کی مشکل بھی آسان ہو جائے گی اور ایسے مشکل راستے پر پہرہ بھی نہ ہوگا ۔ اول تو اس راستے کا کسی کو علم ہی نہیں ۔ دوسرے کافی مشکل راستہ ہے ۔ اس کنویں میں جانے کی کس میں ہمت ہے ۔ عنبر نے کہا ۔ یہ تو بتاؤ وہ شہر پتھر کے بتوں کا کیوں بن گیا ہے ۔ کیا یہ بھی جادو کا اثر ہے ۔ پتھر کے شہزادے نے کہا ۔ نہیں اس قوم پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا ۔ یہ قوم کھانے کی چیزوں میں ملاوٹ کرتی تھی اور کم تولتی تھی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا اور تمام شہر پتھر کے بتوں میں تبدیل ہو گیا ۔ انسان تمام بت

بن گئے ہیں ۔ لیکن ان کے مکان اب بھی ویسے کے ویسے ہی موجود ہیں ۔ تم خود دیکھ لو گے ۔ عنبر نے کہا اچھا شہزادے خدا سے میری کامیابی کی دعا کرنا ٹھیک ہو جاؤ تو میرا انتظار نہ کرنا کیونکہ میں واپس نہیں آؤں گا ۔ مجھے کسی اور کی مدد کرنے کے لئے آگے بھی جانا ہے ۔ پتھر کے شہزادے نے کہا ۔ دوست زندگی میں جب بھی اس طرف سے گزر ہو میری ریاست نور نگر ضرور آنا ۔ میری نگاہیں تیری راہ پر ہمیشہ رہیں گی ۔ عنبر نے اسے خدا حافظ کہا اور بتائے ہوئے راستے پر چل پڑا ۔ دو میل کا راستہ اس نے تیز تیز قدموں سے جلدی ہی طے کر لیا اور وہ اس شہر میں پہنچ گیا جہاں دکانیں کھانے پینے کی چیزوں سے ویسے ہی سجی ہوئی تھیں اور تمام چیزیں تازہ بہ تازہ پڑی تھیں ۔ یہاں تک کہ سبزی بھی ایسے لگتی تھی کہ ابھی ابھی اسے توڑ کر دکان پر رکھا ہے ۔ مٹھائیاں ، دودھ ، دہی اسی طرح تر و تازہ نظر آ رہی تھیں مکان تمام کھلے پڑے تھے اور اس میں پڑا سامان ویسے کا ویسے ہی تھا لیکن بد قسمت انسان ہی پتھروں کے بت بن چکے تھے ۔ ان کے اعمالوں کی سزا اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ہی دے دی تھی وہ گھومتے پھرتے ہوئے شہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے درمیان کنوئیں پر پہنچ گیا۔ اسے دیکھ کر حیرت ہوئی کہ تمام دنیا کا دھواں چاروں طرف سے بادلوں کی شکل میں آتا اور سمٹ کر اس کنوئیں میں سما جاتا۔ عنبر نے اوپر سے اس میں جھانک کر دیکھا لیکن دھوئیں کی وجہ سے کچھ بھی دکھائی نہ دیا۔ اب وہ سوچنے لگا کہ اندر کیسے اُترے۔ اسے فوراً یاد آ گیا۔ ایک دُکان پر لمبی لمبی رسیاں پڑی تھیں۔ وہ وہاں گیا اور تمام رسیاں اٹھا لایا پھر ان سب کو ایک ساتھ باندھ کر ایک بہت لمبی رسی بنائی اور اس کا ایک سرا درخت سے باندھ دیا جو پاس ہی اگا ہوا تھا۔ باقی رسی اس نے کنوئیں میں ایک بڑا پتھر باندھ کر لٹکا دی۔ اس طرح وہ کنوئیں کی گہرائی دیکھنا چاہتا تھا لیکن اسے بڑی مایوسی ہوئی۔ سینکڑوں گز لمبی رسی ختم ہو گئی۔ لیکن پتھر پھر بھی زمین تک نہ پہنچ سکا۔ عنبر کے لئے بڑی مجبوری تھی اور رسی باوجود تلاش کے بھی نہ دستیاب ہو سکی تھی۔ اس نے تھوڑی دیر رُک کر پتھر شہزادے کے خدوخال کو اپنے ذہن میں بٹھایا اور رسی پکڑ کر کنوئیں میں اُتر گیا اور کافی کوشش اور ہمت سے کام لے کر وہ بالآخر وہ ایک پتھر تک پہنچ چکا تھا اور اسے اندر کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا کہ اور گہرائی کتنی ہے لیکن عنبر

کے لئے یہ بات بڑی خوشی کی تھی کہ اس کا جسم لوہے اور پتھر کی طرح بنا ہے۔ یہ خیال آتے ہی اس نے اللہ کا نام لے کر کنوئیں میں چھلانگ لگا دی۔ اسے ایسا معلوم ہوا کہ وہ آسمان سے زمین پر آ رہا ہے وہ خلا میں تیزی کے ساتھ نیچے جا رہا تھا اور یہ عمل کئی گھنٹے جاری رہا۔ تب جا کر عنبر کے پاؤں زمین پر زور سے لگے۔ اگر اس کا جسم فولاد کی طرح سخت نہ ہوتا تو ہڈیوں کا سرمہ بن جاتا لیکن نیچے آ کر اسے احساس ہوا یہاں دھواں نام کی کوئی شے نہیں تھی۔ وہ دھوئیں کو اوپر ہی نہ جانے کہاں پر چھوڑ چکا تھا۔ نیچے بغیر کسی روشنی کے ہر شے صاف نظر آ رہی تھی۔ دیواروں میں کئی سوراخ تھے۔ جن میں چھوٹے چھوٹے بُت سجے ہوئے تھے۔ عنبر نے غور سے انہیں دیکھنا شروع کیا وہ کئی عدد تھے لیکن ان میں پتھر شہزادے کے خدوخال کا کوئی بُت نہ تھا۔ پھر اس نے زمین پر پڑے ہوئے بُتوں کو دیکھا اور کافی وقت اور مشکل کے بعد اسے شہزادے سے ملتا جلتا ہوا بُت مل گیا اس نے ایک لمحہ تک اسے غور سے دیکھا اور اطمینان کرنے کے بعد اُسے دیوار پر دے مارا۔ بُت چکنا چور ہو گیا اور ایک روشنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی لکیر اوپر چلی گئی۔ تب عنبر نے سوچا نہ جانے کتنے لوگ یہ سزا بھگت رہے ہوں گے۔ اس نے ایک ایک کرکے سارے ہی بت دیواروں پر مار مار کر توڑ ڈالے۔ اتفاق کی بات ایک بت جو دیوار میں لگا وہاں ایک راستہ پیدا ہوگیا۔ عنبر نے اندر جھانک کر دیکھا یہ ایک راہ داری تھی جہاں دور دور تک کسی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہاں سے ضرور راستہ پرستان کو جاتا ہے۔ پھر وہ اس راستے پر چل دیا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد یہ راستہ دائیں اور بائیں دونوں طرف مڑ گیا۔ اب اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی تھی کہ وہ دونوں راستوں میں سے کس طرف کو جائے۔ وہ خدا کا نام لے کر دائیں طرف مڑ گیا۔ یہ بھی ایک لمبی راہ داری تھی جس کا اختتام ایک دیو کے منہ پر جاکر ہوا۔ ایک بہت بھیانک منہ جس کے سر پر بارہ سینگ تھے۔ اور اس نے اپنا منہ کھول رکھا تھا جس سے خون کی نہر بہہ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے شعلے لپک رہے تھے اور ماتھے پر بڑا سا سوراخ تھا جس میں سے ایک اُلّو جھانک رہا تھا۔ اس کے بڑے بڑے نوکیلے دانتوں سے کئی سانپ لپٹے ہوئے تھے یہ راہداری

اس منہ پر آکر ختم ہو جاتی تھی۔ آگے جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اس دیو کے چمگادڑ کے پروں کی طرح کان تھے جو بار بار ہل رہے تھے۔ عنبر نے غور سے دیکھا تو اسے پتہ چلا دراصل یہ کسی دیو کا کٹا ہوا سر ہے جو ایک پتھر کے تھال میں پڑا ہے اور گردن سے خون بہہ کر نہ جانے کس راستے سے منہ میں سے نہر کی صورت بہہ رہا تھا۔ عنبر کو دیکھتے ہی ماتھے کے سوراخ سے اُلّو نے باہر سر نکالا اور بالکل انسانوں کی زبان میں چور چور کی صدا لگائی۔ عنبر کے لئے یہ نہایت ہی خطرناک لمحہ تھا کہ طلسمی طاغوطی طاقت نے اسے دیکھ لیا ہے اور یہ الو الارم ہے جس نے اس کی آمد کی اطلاع اپنے آقاؤں تک پہنچا دی ہے۔ وہ جلدی میں یہ فیصلہ نہیں کر پایا کہ واپس بھاگ جائے یا وہیں ٹھہر کر کوئی تدبیر کرے۔ اس نے دیوار پر لگا تیر اور کمان اٹھایا اور اُلّو کا نشانہ باندھ کر تیر چھوڑ دیا جو اب تک چور چور کی صدائیں لگا رہا تھا۔ تیر اُلّو کی گردن سے پار ہوگیا۔ وہ شعلے کی طرح بھڑکا اور بجھ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آدم بو آدم بو کہتے ہوئے دیووں کی ایک ٹولی اس منہ سے نمودار ہوئی اور اس کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بڑھی۔ عنبر نے منہ میں زلالہ دیوی کا دیا ہوا موتی رکھ
کر اور زلالہ دیوی کا نام لے کر ان کی طرف جو پھونک
ماری تو سب کو آگ کی رسّی نے جکڑ لیا اور بھی آگ
ان کے جسموں میں بھی لگ گئی۔ چیخوں کا ایک طوفان
اٹھا جس سے عنبر کے کانوں کے پردے تک پھٹنے لگے۔
وہ بھاگنے کی کوشش کرتے لیکن آگ کی رسّی نے انہیں
ایسے جکڑ رکھا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے
دراصل زمین نے ان کے پاؤں پکڑ لئے تھے۔ عنبر
بہت خوش ہوا کہ اس جادو نگری میں بھی زلالہ دیوی کا
نام اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ آنے والے جل کر راکھ
کی طرح بکھر گئے تو عنبر نے وہی راستہ اختیار کیا
جس منہ سے وہ نکل کر آئے تھے۔ عنبر نے بھی خون
کی ندی میں اپنے پاؤں ڈال دیئے اور اسی ندی کے
اندر ہی چلتا ہوا دیو کے منہ میں داخل ہو گیا آخری چکر
لگانے کے بعد اسے ایک پُل نظر آیا جس کا ایک سرا
اس دیو کی گردن سے جڑا ہوا تھا اور دوسرا سرا ایک
پہاڑی ٹیلے پر جا کر ملتا تھا اور یہ پُل ایک بہت بڑی
تلوار کا بنا ہوا تھا جس کی دھار پر چل کر اسے پار
کرنا پڑتا تھا۔ پُل کے دونوں طرف گہری کھڈیں تھیں

جن میں نیزوں کے برابر سوئیاں گھنی جھاڑیوں کی طرح اُگی
ہوئی تھیں۔ اگر ذرا سا بھی کسی کا پیر اس پُل سے پھسل
جائے تو سیدھا ان سوئیوں میں اس کا جسم پرو دیا جائے
تلوار کی دھار آزمانے کے لئے عنبر نے راکھ میں پڑی
ایک دیو کی بڑی سی کھوپڑی اٹھائی اور اُسے پُل
والی تلوار کی دھار پر اچھال دیا۔ دھار پر پڑتے ہی
کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ عنبر بھی پریشان ہو
گیا کہ اس قدر تیز دھار پر چل کر وہ کیسے اس پُل کو
پار کرے گا۔ لیکن یکایک اس کو خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ
نے تو اسے ایسا جسم عطا کیا ہے جس پر کسی تلوار
کا اثر نہیں ہوتا اور جو جسم پر پڑ کر ٹوٹ جاتی ہے
یہ بھی تو تلوار ہی ہے۔ بہت بڑی ہوئی تو کیا۔ اس
نے اللہ کا نام لے کر تجربہ کرنے کے لئے تلوار کی
دھار پر پاؤں رکھ دیا اور اس پر تھوڑا سا دباؤ ڈالا
لیکن دھار نے اس کے تلوؤں پر کوئی اثر نہیں کیا۔
تب عنبر نے بڑی احتیاط کے ساتھ بالکل بازی گروں
کے انداز میں اس پر چلنا شروع کر دیا وہ نیچے بالکل
نہیں دیکھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ نیچے دیکھنے سے
چکر آ جائے گا اور پھر خدا جانے۔ ان سوئیوں پر گر کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گیا ہو۔ وہ جسم سے الگ کر ٹوٹ بھی سکتی تھیں لیکن پھر پل پر چڑھنے کے لئے اسے بہت دشواری ہو جاتی۔ کیونکہ ان کھڈوں سے اوپر آنے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا۔ دونوں طرف سپاٹ اور سیدھی پتھروں کی پہاڑیاں تھیں۔ وہ خدا کا نام لے کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہی رہا اور پھر خدا کے نام کی برکت سے وہ پار ہو ہی گیا۔ اور وہ اس پار پہاڑی پر پہنچ گیا جہاں سے ایک راستہ نیچے کو جاتا تھا اور پھر پہاڑ میں بنی ہوئی ایک غار میں جا کر ختم ہوتا تھا اور اس غار کے دہانے پر ایک بڑے شیر کا کھلا ہوا منہ رکھا تھا جس میں آگ روشن تھی اور یہ گویا دوزخ کا نمونہ تھا۔ اس آگ کی تپش عنبر دور ہی سے محسوس کر رہا تھا۔ اس نے سوچا پرستان میں داخل ہونے کا سب سے مشکل راستہ یہی تھا جس سے ہو کر وہ آ رہا تھا اور جسے وہ نہایت آسان سمجھ رہا تھا۔ ابھی وہ اسی سوچ میں گم تھا کہ اس نے زمین پر گائے کے قد کے برابر کچھوا دیکھا جو آہستہ آہستہ رینگ رہا تھا۔ وہ زور سے سانس لیتا تو چھوٹے چھوٹے جانور اور پرندے اڑ کر اس کی سانس کے ساتھ اس کے منہ میں چلے جاتے۔ عنبر کو اس بات کا اندازہ تھا

کہ کچھوے کی پیٹھ بہت مضبوط ہوتی ہے اس پہ ہاتھی کا پاؤں بھی آ جائے تو اسے کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اکثر تلوار کی ڈھالیں بھی اس کی کمر کی بنائی جاتی ہیں۔ جن پر تلوار کی دھار کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ کچھوے کے قریب گیا۔ جونہی اس نے سانس لینے کے لئے گردن باہر نکالی عنبر نے چھلانگ لگائی اور وہ گردن کے ساتھ جھول گیا۔ کچھوے نے جلدی سے اپنے مضبوط جسم کے سوراخ میں گردن سکیڑ لی جس کے ساتھ عنبر بھی اس سوراخ میں داخل ہو گیا۔ کچھوا رینگتا ہوا جلتی ہوئی آگ کے پاس آیا اور اس میں داخل ہو گیا اور آرام سے رینگتا ہوا اس آگ کے حصار سے پار ہو گیا۔ آگے ایک کھلا میدان تھا جو اصل میں کچھوے کی شکار گاہ تھی جہاں وہ روز آ کر اپنی خوراک حاصل کرتا ہے اور پیٹ بھرنے کے بعد اپنے ٹھکانے پر لوٹ جاتا تھا اس میدان میں پرندے اور جانور کافی تعداد میں تھے۔ یہاں پہنچ کر عنبر کچھوے کے جسم کے سوراخ سے مع گردن کے باہر آ گیا۔ جونہی کچھوے نے شکار ہڑپ کرنے کے لئے گردن باہر نکالی عنبر بھی ساتھ ہی اس سے لپٹا ہوا باہر آ گیا اور کود کر نیچے اتر گیا اور ایک طرف کو ہو لیا۔ آگے جانے کے بعد اسے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک نہایت شفاف پانی کی جھیل نظر آئی اور ایک خوبصورت باغ بھی۔ جس میں طرح طرح کے پھل دار درخت اُگے ہوئے تھے اور یہ جگہ پھولوں کی کثرت سے ایک گلدستہ معلوم ہو رہی تھی۔

وہ جھیل کے کنارے بیٹھ کر رنگین مچھلیوں کا نظارہ کرنے لگا چونکہ رات ہو رہی تھی۔ اس نے سوچا بھوک تو مجھے لگتی نہیں اور نہ ہی نیند آتی ہے لیکن رات گزارنے کے لیے یہ جگہ بہترین ہے۔ اس نے اپنا سفر صبح تک کے لیے ملتوی کر دیا اور بڑی بڑی مختلف رنگوں کی مچھلیوں کو پانی میں آنکھ مچولی کھیلتے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔ آسمان پر اب چودھویں کا چاند نورانی تھال معلوم ہو رہا تھا۔ جونہی چاند کا عکس جھیل کے پانی میں پڑا مچھلیاں پریوں کے روپ میں پانی سے نکلنے لگیں عنبر ان کو دیکھ کر درخت پر چڑھ گیا۔ تمام پریاں اکٹھی ہو کر تمام رات آنکھ مچولی کھیلتی رہیں اور عنبر ان کے دل چسپ کھیلوں میں رات بھر کھویا رہا جونہی رات ڈھلی تمام پریاں ایک جگہ اسی درخت کے نیچے اکٹھی ہوئیں۔ ان کی سردار نے کہا مجھے کسی آدم زاد کی بُو آ رہی ہے۔ پھر ہر پری نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔ بالکل ٹھیک ہے ضرور کوئی

آدم زاد یہاں موجود ہے۔ سردار پری نے چاروں طرف نگاہ کی اور اسے درخت پر بیٹھا عنبر نظر آ گیا۔ اس کے مُنہ سے ایک دبی سی چیخ نکل گئی اور اس نے سب سے کہا۔ وہ دیکھو آدم زاد۔ تمام پریوں نے عنبر کو دیکھ لیا۔ تب سردار پری نے کہا۔ اے آدم زاد تم نے پہلا یہ گناہ کیا کہ پرستان میں داخل ہوئے۔ تمہارا دوسرا بڑا گناہ یہ ہے کہ تم پری زادیوں کی خلوت میں داخل ہوئے جس میں کسی دیو زاد کو بھی آنے کی اجازت نہیں۔ نیچے آ جاؤ تم ہمارے قیدی ہو۔ تمہارا فیصلہ محل میں جا کر ہو گا۔ عنبر خود چاہتا تھا کہ کوئی وسیلہ بنے جو اسے راجا اندر کی سبھا تک لے جائے اور وہیں اس دیو کے بھی درشن ہو جائیں۔ جو پھول پری کی بہن بندگی کو اٹھا لایا تھا لہٰذا وہ درخت سے کود کر نیچے آ گیا اور سردار پری نے اپنے لمبے لمبے بالوں کی چوٹی سے اس کے ہاتھ باندھ دیئے۔ اور کہا ہمارے ساتھ ہمارے محل میں چلو جو اس جھیل کے اندر بڑی بڑی سیپیوں اور گھونگھوں سے بنایا ہوا ہے۔ اور جو جھیل کی تہہ میں تیر رہا ہے۔ سردار پری نے اس پر کچھ پڑھ کے پھونکا اور کہا اب تم پانی میں بھی سانس لے سکو گے۔ پھر پریاں مچھلی بن بن کر پانی میں اتر گئیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور ساتھ ہی عنبر بھی ان کے درمیان قیدی کی صورت میں پانی اُتر گیا اور مچھلیاں اپنے گھیرے میں اُسے اپنے محل میں لے گئیں۔ پانی کے اندر اتنا خوبصورت محل عنبر نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا جو بڑے بڑے سیپوں گھونگوں کو جوڑ جوڑ کر بنایا ہوا تھا اور جہاں سچے موتی جگنوؤں کی طرح دیواروں اور چھتوں میں لگے چمک چمک کر روشنی پھیلا رہے تھے۔ سیپوں کو تراش کر اتنی خوبصورت محرابیں اور جالیاں بنائی گئی تھیں کہ عنبر دنگ رہ گیا۔ اس محل میں ستون بڑی بڑی مچھلیوں کے کانٹوں کو کاٹ چھانٹ کر بنائے گئے تھے۔ جالیوں کے اندر ننھے ننھے گھونگے اس طرح فٹ کئے گئے تھے کہ پانی کی لہریں جب آ کر ان سے ٹکراتیں تو بڑی خوبصورت سُریں ان میں پیدا ہوتیں۔ ان میں سمندر کی کائی کا مخملی سبز رنگ کا فرش ہر سُو بچھا ہوا تھا جو ایرانی قالین سے زیادہ دبیز اور ملائم تھا۔ دیواروں پر خوبصورت سیپوں سے گلکاری کی گئی تھی۔ اور سیپوں کو تراش کر ہی کرسیاں اور پلنگ بنائے گئے تھے۔ کمروں میں ہر طرف سمندری پھولوں کے گلدستے گلدانوں میں سجے ہوئے بڑے ہی بھلے معلوم ہو رہے تھے۔ عنبر کو سردار پری ایک بڑے کمرے میں لے آئی جہاں اونچائی پر ایک بڑا سیپ کا

تخت پڑا تھا۔ جس پر طاؤس کے پھیلے ہوئے پروں کا سایہ تھا۔ ذرا نیچے دو رویہ چھوٹی گئی عدد کرسیاں پڑی تھیں۔ زمین پر وہی سمندر کی سبز کائی کا فرش تھا۔ سردار پری تخت پر بیٹھ گئی اور دیگر پریاں اپنے اپنے عہدے کے مطابق اپنی کرسیوں پر براجمان ہو گئیں۔ ایک پری نے عنبر کو لا کر درمیان میں کھڑا کر دیا۔ سردار پری نے ایک دفعہ پھر باغ کی طرح اسی اس کے جرم سنائے اور تمام پریوں سے اس کی سزا کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ کافی بحث کے بعد یہ طے پایا کہ تین دن بعد راجہ اندر کی سبھا میں سب کی حاضری ہے لہٰذا اسی روز اسے راجہ کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ عنبر یہ فیصلہ سن کر بہت خوش ہوا۔ وہ یہی چاہتا تھا کہ جلد ہی فیصلہ ہو جائے۔ جو کام کل ہونا ہے اسے آج ہی ہو جانا چاہئے۔ لہٰذا عنبر کو رہنے کے لئے ایک کمرہ دے دیا گیا اور اسے چاروں طرف سے بند کر دیا گیا۔ عنبر چاہتا تو ان نازک جالیوں کے دروازوں کو توڑ کر نکل جاتا مگر وہ اتنے خوبصورت محل کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا جو بلاشبہ فن کا ایک بہترین نمونہ تھا۔ وہ تین دن آرام سے گزر گئے۔ آخری دن سردار پری عنبر کے پاس اکیلی آئی اور اس نے کہا۔ اے آدم زاد مجھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیری جوانی پر رحم آتا ہے۔ راجا اندر بہت ظالم ہے اُس
سے تو دیو تک کانپتے ہیں تُو تو کوئی چیز ہی نہیں اگر تو
چاہے تو میں چوری سے تجھے آزاد کر دیتی ہوں جس راستے
سے یہاں آیا ہے لوٹ جا۔ لیکن عنبر نے کہا۔ اچھی پری
میں بھی تمہاری ہی ہم نسل پری کو آزاد کروانے کے
لئے یہاں آیا ہوں۔ راجا اندر کا کوئی دیو پھول پری کی
بہن بند گلی کو اُٹھا لایا ہے۔ پھول پری کے مجھ پر
بہت احسانات ہیں۔ میں اس سے وعدہ کر کے آیا ہوں کہ
اس کی بہن کو اس دیو کی قید سے آزاد کروں گا۔ پھول پری
کے نام پر سردار پری کے آنسو نکل آئے اور اس نے کہا۔
تم نے پرانے زخم کرید ڈالے ہیں۔ پھول پری میری خالہ
زاد بہن ہے۔ ان کے خاندان پر راجا اندر کا عتاب
نازل ہوا تھا اور انہیں پرستان سے نکال دیا گیا تھا۔
مجھے علم نہیں تھا کہ کالا دیو (یہ اُسی دیو کا نام ہے) میری
خالہ زاد بہن بند گلی کو اٹھا لایا ہے۔ نوجوان عنبر نے
کہا۔ میرا نام عنبر ہے۔ تب سردار پری نے کہا۔ میرا نام
نیلم پری ہے اور کہا یہاں صرف راجا اندر کا حکم چلتا
ہے۔ اس کے سامنے کوئی دم بھی نہیں مار سکتا۔ جس
کام کے لئے تم آئے ہو اس میں تو میرے خاندان کا

مفاد وابستہ ہے۔ یہ مسئلہ اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ تمہیں
راجا اندر کے رو برو پیش کر دیا جائے اور تم یہاں
آنے کی وجہ بند گلی کی آزادی بیان کرو جسے کالا دیو
اٹھا لایا ہے۔ یہ بات راجا کو بھی پسند نہیں آئے گی
کہ جن کا داخلہ پرستان میں ممنوع ہے۔ راجا کی حکم عدولی
کرتے ہوئے کوئی اسے یہاں لے آئے۔ مجھ سے جتنی
تمہاری مدد ہو گی صبح [illegible] نی سہیلیوں کے پیش کروں گی۔
میں تمہیں صبح راجا — [illegible] بار میں پیش کر رہی ہوں۔ ایک
دفعہ پھر سوچ لو اگر واپس جانا چاہو تو تمہیں میں آزاد
کر سکتی ہوں۔ عنبر نے کہا۔ نیلم میں اپنا وعدہ نبھانے
کے لئے جان تو دے سکتا ہوں مگر پھول پری کے
سامنے احسان فراموش بن کر نہیں جا سکتا۔ مصیبت میں
دوسروں کے کام آنا ہی میرا ایمان ہے۔ نیکی کے لئے اگر
جان چلی جائے تو پروا نہیں۔ تم صرف اتنا معلوم کر کے
بتا دو کہ کالے دیو نے بند گلی کو کہاں اور کس حال میں
رکھا ہے تاکہ اندر کے سامنے ثبوت کے طور پر [illegible]
بتا سکوں۔ نیلم پری نے اس کی بہادری اور جرأت
کی بہت تعریف کی اور صبح تک کے لئے خدا حافظ
کہہ کر چلی گئی۔ عنبر رات بھر آنے والے وقت کے لئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پروگرام بناتا رہا کہ اسے راجا کے سامنے کس طرح گفتگو کرنی چاہیے کہ معاملہ بگڑنے کی بجائے بن جائے۔ ان ہی سوچوں میں دن نکل آیا۔ پریاں دربار میں حاضری کے لئے سولہ سنگھار کرنے لگیں اور عنبر انتظار کی گھڑیاں گننے لگا۔ نیلم پری نے اسے بندگی کے متعلق سب سمجھا دیا کہ وہ اندر کے سامنے کیا کچھ کہے جس سے بات بن جائے۔ آخر وہ گھڑیاں ختم ہوئیں۔ نیلم اس کے پاس آئی یہاں کے قانون کے مطابق اپنی چوٹی سے اس کے ہاتھ باندھے اور اسے گھیرے میں لے کر سب پریاں دربار کی طرف روانہ ہو گئیں۔ راستے میں جگہ جگہ دیوؤں اور جنوں کا پہرہ تھا لیکن کسی نے بھی قیدی سمجھ کر اسے کچھ نہیں کہا اور وہ پریوں کے جھرمٹ میں دربار میں پہنچ گیا۔ عنبر حیرت سے اس دربار کو دیکھ رہا تھا جو فضا میں ہواؤں کے دوش پر کھڑا تھا اور فضا میں معلق تھا اور کسی پنگھوڑے کی طرح آہستہ آہستہ جھول رہا تھا جو نہی ہوائیں اس کی جالیوں سے چھو کر نکلتیں فضا میں ایک نہایت سُریلی موسیقی پیدا ہوتی۔ خالص سنگِ مرمر کا بنا ہوا یہ دربار صناعی کا ایک عجوبہ معلوم ہوتا تھا۔ در و دیوار میں ہیرے جگمگا رہے تھے۔ چھت کھلی تھی جس سے

آسمان دکھائی دیتا، بہت بھلا دکھائی دے رہا تھا۔ ہر دروازے پر کریہہ المنظر دیوؤں کا پہرہ تھا۔ پنگھوڑے کی شکل کے تخت پر راجا اندر براجمان تھا۔ نیچے مختلف پریاں آہستہ آہستہ ہلا رہی تھیں۔ وہ جسم پر حریر اور دیبا کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ جس پر موتی، ہیرے اور یاقوت ٹکے ہوئے تھے۔ دونوں ہاتھوں میں انگوٹھیاں جن کے ہیرے آنکھوں کو خیرہ کئے دے رہے تھے۔ سر پر نہایت قیمتی موتیوں سے جڑا ہوا تاج تھا ایک شکیل اور وجیہہ، دودھ کی طرح سفید رنگ اور تیکھے نقش و نگار مردانہ وجاہت کا صحیح نمونہ عنبر نے سوچا۔ پریوں کا راجا اسی شخص کو ہونا چاہیے تھا۔ ہاتھ میں سونے کی چھڑی جس کے اوپر ایک ستارہ بنا ہوا تھا، لئے بڑی شان و شوکت سے بیٹھا تھا۔ دائیں بائیں دو دیو مورچھل ہلا رہے تھے تو عنبر اور یہ پریاں حاضر ہوئیں۔ ایک آدم زاد کو پریوں کے درمیان دیکھ کر راجا اندر نے ناگواری کا اظہار کیا اور اسے قیدی کی طرح چوٹی سے بندھا دیکھ کر کہا۔
اے آدم زاد بتا تو نے ہماری سلطنت پر قدم رکھنے کی کیسے جرأت کی۔ کیا تجھے ہمارے غیظ و غضب سے ڈر نہیں آیا۔ کیا ہمارے جاہ و جلال نے تمہارا راستہ نہیں روکا۔ کیا یہاں کے دیوؤں کو تو نے موم کی بنی ہوئی مورتیاں سمجھا جو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں آنے کی گستاخی کی۔ عنبر نے کہا۔ جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں۔ راجا نے کہا۔ ہم نے امان دی۔ ہماری باتوں کا صحیح جواب دو۔ اگر غلط ہوا تو پھر ہم تمہاری زندگی اور سلامتی کا وعدہ نہیں کرتے۔ عنبر نے کہا حضور والا کیا اِندر راجا کی تعظیم بجا لانا اور اس کے حکم کی بجاآوری آپ کی رعایا کا فرض نہیں۔ اِندر نے غصے سے کہا۔ حکم عدولی کی سزا موت ہے۔ ہماری رعایا میں کس کی ہمت ہے ہماری حکم عدولی کرے۔ عنبر نے دست بستہ ہو کر کہا۔ حضور آپ کے حکم کی بجاآوری سے منکر ہو کر آپ کی رعایا کے ایک فرد نے آپ کے قانون کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔ اِندر نے غصے سے زمین پر پیر مارے تو پریوں سے لے کر دیو تک کانپ گئے پھر اس نے کہا۔ جوان ایک دفعہ پھر سوچ لو۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا ثبوت بھی تمہیں پیش کرنا ہوگا۔ عنبر نے کہا۔ بسر و چشم پیش کروں گا۔ حضور والا آپ کے مشیرِ خاص کالا دیو نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ کالا دیو کرسی سے اٹھ کر غصے سے کھڑا ہو گیا اور منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے کہا۔ آدم زاد تیری یہ ہمت کہ راجا اِندر کے مشیرِ خاص پر تہمت لگائے۔ میں ابھی اپنے گرز

سے تیرا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ راجا اِندر نے کہا۔ اپنے جذبات کو قابو میں رکھو۔ تم دربار میں راجا اِندر کے سامنے ہو۔ اس طرزِ گفتگو کو ہم گستاخی بھی تصور کر سکتے ہیں۔ کالا دیو ادب سے جھکا اور کہا۔ میں معافی چاہتا ہوں حضور والا۔ تب اِندر نے عنبر کو مخاطب کیا۔ اپنا بیان جاری رکھو۔ عنبر نے کہا۔ حضور والا کو یاد ہوگا کہ کسی غلطی سے ناراض ہو کر آپ نے پھول پری کے پورے خاندان کو پرستان سے نکال دیا تھا اور ان کی آمد کو ہمیشہ کے لئے ممنوع قرار دیا تھا۔ اِندر نے کہا ہمیں یاد ہے ان کا گناہ ہی ایسا تھا۔ عنبر نے کہا۔ تو حضور آپ کا یہ کالا دیو پھول پری کی چھوٹی بہن کو جس کا نام بنفشہ گل ہے آدم زادوں کی دنیا سے اٹھا کر پرستان میں لے آیا ہے جو سراسر آپ کے حکم کے خلاف ہے۔ یہ پھول پری کے باپ اور بھائی کو بھی زخمی کر آیا ہے۔ راجا اندر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ ایک دفعہ پھر دیو اور پریاں کانپ گئیں۔ اس نے غصے سے کالے دیو کو مخاطب کیا اور کہا آدم زاد کے اس الزام کی تردید کرو یا پھر اپنے جرم کا اقبال۔ کالے دیو نے کھسیانا ہو کر کہا۔ حضور یہ الزام غلط ہے۔ اس سے کہیں ثبوت پیش کرے عنبر نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے کہا۔ حضور والا میں ایک معمولی انسان ہوں بھلا دیوؤں کے جادو اور اسرار کا کیا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ کسی صاحب علم و ہنر اور باکمال دیو کو اس کے گھر بھیج کر اس معصوم کو برآمد کروائیں جسے مکھی بنا کر اسے دیوار پر چپکا رکھا ہے۔ راجا اِندر نے لال دیو کو اشارہ کیا اور کہا تم جاؤ اور اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لو۔ اگر بند کلی مل جائے تو دربار میں حاضر کر۔ پھر کالے دیو سے کہا۔ تم اس وقت تک حراست میں رہو گے جب تک لال دیو نہیں آ جاتا۔ اِندر نے کہا یہی اجازت ہے۔ اتنے میں لال دیو بند کلی کو لے کر حاضر ہو گیا اور کہا۔ آقا اِس نے مکھی بنا کر اسے معصوم کو دیوار سے چپکا رکھا تھا۔ تب اِندر نے بڑے غصے سے پاؤں زمین پر مارے۔ کالا دیو ڈر کے مارے کانپنے لگا اور اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا خداوند مجھ سے غلطی ہوئی معاف فرما دیں۔ مگر اِندر نے کہا تم نے ثبوت مانگا تھا تمہارے سامنے موجود ہے تم نے اپنے گناہ کا اعتراف بھی کر لیا ہے۔ لہٰذا جاؤ اور پتھر بن کر ساری عمر کنوئیں میں بند ہو جاؤ۔ کالا دیو پتھر کے بت میں تبدیل ہو گیا اور پھر یہ بت اپنے آپ ہی غائب

ہو گیا۔ اِندر نے کہا۔ اب تمہاری باری ہے عنبر جواب دو۔ تم نے پری زاد کے لئے یہ خطرہ مول کیوں لیا اور ہماری سلطنت میں آنے کی جرأت کی۔ عنبر نے ادب سے کہا۔ حضور والا اس کی بہن پھول پری کے مجھ پر بہت احسانات ہیں۔ اسے میری مدد کی ضرورت پڑ گئی اور میں نے وعدہ کر لیا۔ میں احسان فراموش بن کر واپس نہیں جا سکتا تھا اس لئے یہ گستاخی مجھ سے سرزد ہو گئی۔ جہاں تک بند کلی کا سوال ہے اِندر نے کہا۔ اسے ہم ابھی اس کے گھر پہنچا دیتے ہیں اور یہ اپنی بہن کو بتا دے گی کہ اس آدم زاد نے اسے رہائی دلائی ہے لیکن اس جرم کی تھوڑی سی سزا ہم تمہیں ضرور دیں گے۔ تم بھی پتھر بن جاؤ اور میری سرحد کے پار پہاڑ پر جا گرو۔ عنبر پتھر بن کر اُڑتا ہوا وہاں سے غائب ہو گیا۔ پھر اِندر نے لال دیو کو حکم دیا۔ اس بچی کو اس کے گھر پہنچا دیا جائے۔ لال دیو نے اسے اپنے کندھے پر بٹھایا اور اُڑ کر دربار سے نکل گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا اور طلسمی تلوار

ماریا جادوگر کے نظر نہ آنے والے حصار میں گرفتار پریشان سی رہائی کے متعلق سوچ رہی تھی کہ یہاں سے کیسے چھٹکارا ہو۔ ابھی تو نہ جانے کتنے خطرناک مراحل سے گزرنا ہے۔ طلسمی تلوار تک پہنچنے سے پہلے کئی خطرات سے ٹکرانا باقی تھا۔ اس سوچ بچار میں رات ہو گئی۔ ایک طوفان کی طرح جادوگر اس کمرے میں واپس آیا اس کے ہاتھوں میں انسانی دل اور انسانی سر تھے۔ اس نے آتے ہی پہلے دل مزے لے لے کر کھانے شروع کر دیئے۔ اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھوں کی طاقت سے کھوپڑی کی ہڈی توڑ کر مغز نکالا اور چٹخارے لے کر کھانے لگا۔ ماریا کو دیکھ کر متلی ہو رہی تھی۔ جادوگر کے منہ سے خون اور مغز رال کی طرح بہہ رہا تھا جسے بار بار وہ اپنی لمبی زبان نکال کر چاٹ لیتا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اسے ماریا کا خیال آیا۔ اس نے ماریا کو للچائی

نظروں سے دیکھ کر کہا۔ لڑکی ابھی میں بھوکا ہوں نہ جانے باہر کی دُنیا میں انسان کچھ کم ہی مر رہے ہیں۔ سارے دن میں ایک دو لاشیں ہی قبرستان میں آتی ہیں۔ لیکن آج تو میں تیرے دل اور دماغ کی دعوت اڑاؤں گا۔ حسین لڑکیوں کے دل اور دماغ مجھے بے حد پسند ہیں۔ پھر اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ ماریا کے گرد جو حصار تھا ختم ہو گیا۔ پھر ماریا کی طرف اس نے دیکھا تو ماریا اس کی آنکھوں کے سحر سے اس کی طرف کھنچی چلی گئی۔ جونہی ماریا پاس پہنچی جادوگر نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ماریا کے گلے میں تعویذ میں بند قرآن مجید تھا۔ اس سے ایک شعلہ سا لپکا اور جادوگر کے ہاتھ میں آگ لگی اور وہ چیخ کر پیچھے ہٹ گیا اور اپنے جادو سے اس نے آگ بجھائی اور غصے سے ماریا کی طرف دیکھ اور کہا۔ لڑکی اس تعویذ کو اُتار دے یہ میرا حکم ہے۔ لیکن ماریا اس کی آنکھوں کے جادو سے نکل آئی تھی اور اس میں کچھ خود اعتمادی پیدا ہو چکی تھی۔ ماریا نے کہا ظالم جاد بابرکت کلامِ الٰہی تیری موت بن جائے گا۔ تو نے اپنے جادو سے نہ جانے کتنی روحیں قید کر رکھی ہیں ان کو آزاد کر دے ورنہ خدا کا قہر تجھے جلا کر راکھ کر دے گا۔ جادوگر نے قہق لگایا اور کہا نادان لڑکی اس چھوٹی سی بات نے تجھے گستاخ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بنا دیا ہے لیکن تجھے علم نہیں میرے جادو کی طاقت کی کوئی انتہا نہیں ۔ میں پاتال کا بادشاہ ہوں ۔ معلوم ہوتا ہے ابھی تیری زندگی کے چند روز اور باقی ہیں ۔ مجھے طاقتوں کے عظیم شیطان نے طلب کیا ہے ۔ واپسی پر آ کے تجھے دیکھوں گا ۔ اس وقت مجھے جلدی ہے ۔ اس نے پھر ہاتھ کا اشارہ کیا ۔ حصار پھر ماریا کے گرد قائم ہو گیا ۔ اور جادوگر انسانی کھوپڑی کو جس سے مغز نکال کر وہ کھا چکا تھا اور جو راستے میں پڑی تھی ۔ ٹھوکر مار کر ہٹاتے ہوئے یہاں سے نکل گیا ۔ ماریا نے دعا کی اے پروردگار میں اس ظالم جادوگر سے جہاد کرنے یہاں آئی ہوں تو جانتا ہے اس میں میرے کسی ذاتی فائدے کو دخل نہیں ۔ مجھے طاقت عطا فرما اور اپنے پاک کلام کی برکت سے مجھے اس قید سے رہائی دلا ۔ یہ ماریا کے منہ سے آخری لفظ نکلا ہی تھا کہ تعویذ سے ایک شعلہ نکل کر حصار سے ٹکرایا اور پھر کسی چیز کے ٹوٹ کر گرنے کی آواز آئی ۔ شاید یہ اس حصار کی نہ نظر آنے والی دیوار ہی تھی کیونکہ ماریا اب آزاد ہو چکی تھی ۔ ماریا وہاں سے نکل کر طلسمی تلوار کی تلاش میں روانہ ہو گئی ۔ ایک بڑا خطرہ تو ٹل چکا تھا ۔ اسے معلوم تھا جادوگر اپنے گرد شیطان کے

بلاوے پر یہاں سے چلا گیا ہے ۔ اب بھی وقت کچھ کر گزرنے کا تھا ۔ لیکن مجبوری یہ تھی کہ وہ یہاں کے طلسمی راستوں کے متعلق کچھ علم نہ رکھتی تھی ۔ باہر نکل کر اس نے کچھ سوچا اور ایک سمت روانہ ہو گئی ۔ راستے میں کئی چڑیلیں اور بلائیں ملتی رہیں لیکن وہ انہیں نظر ہی کب آ رہی تھی ۔ آخر ایک جگہ ایک چڑیل اور دیو میں تکرار ہو رہی تھی ۔ چڑیل اس کی بیوی تھی جو اسے کہہ رہی تھی ۔ ایسے وقت میں جب آقا یہاں موجود نہیں تم طلسمی تلوار کو تنہا چھوڑ آئے ہو ۔ تمہاری حفاظت میں وہ کئی سال سے ہے اور آقا تم پر بھروسہ کرتا ہے ۔ تم کیوں چلے آئے دیو نے کہا ۔ بھاگوان تجھے اور بچوں کو دیکھے کئی مہینے ہو گئے تھے ۔ سوچا آقا کے آنے سے پہلے پہلے بچوں سے اور تم سے مل آؤں ۔ پھر ویسے بھی اس جادو نگری میں پاتال کے اندر کون آ سکتا ہے جہاں قدم قدم پر ہماری قوم کے لوگ بکھرے ہوئے ہیں ۔ تم سے مل لیا ۔ بچوں سے پیار کر لیا اب میں جا رہا ہوں ۔ اس دیو کے ماتھے پر دو سینگ اور لنگور کی طرح بہت لمبی دُم تھی جسے اس نے سمیٹ کر ہنٹر کی طرح ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا ۔ ماریا کو یہ باتیں سن کر بہت خوشی ہوئی کہ قدرت نے دشمنوں میں بھی میرے لئے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہبر پیدا کر دیا ہے اور ماریا اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔
دشوار گزار راستے راہ میں آئے لیکن دیو اپنے طلسمی الفاظ
ادا کر کے نکل جاتا اور ماریا تو بالکل اس کے ساتھ ساتھ چل
رہی تھی۔ اگر وہ دیو اپنے بیوی بچوں کے خیال میں نہ ہوتا
تو ماریا کے سانس لینے کی آواز بھی سن سکتا تھا۔ غرض کہ
کئی راستوں سے گزرنے کے بعد دیو اس پہاڑی پر پہنچ گیا
جہاں کی حفاظت اس کے ذمہ تھی۔ اس نے وہیں اپنا ڈیرہ
جما دیا۔ ماریا نے دیکھا کافی فاصلے پر دوسری پہاڑی تھی۔
لیکن پل کوئی نہ تھا اور دونوں کے درمیان کھولتی ہوئی دلدل
دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے درمیان ایک سنہری تلوار
ایک چبوترے پر اس طرح گڑی ہوئی تھی کہ نوک چبوترے
پر لگی تھی اور دستہ اوپر کی طرف تھا۔ ماریا اس منظر سے
کافی مایوس ہوئی۔ وہاں تک پہنچنا اسے بہت مشکل نظر آ رہا
تھا۔ وہ گھوم پھر کر دیکھنے اور سوچنے لگی کہ شاید کوئی صورت
پیدا ہو جائے۔ اس نے دیکھا جس پہاڑی پر دیو کا پہرہ تھا
اس سے چپکی ہوئی سوکھی بیلیں نیچے تک چلی گئی تھیں۔
لیکن نیچے دلدل نے انہیں جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ اس نے
پاس جا کر رسی کی طرح لٹکتی بیلوں کو پکڑ کر دیکھا وہ اسے
کافی مضبوط نظر آئیں۔ ماریا کے ذہن میں ایک خیال تیزی

سے آیا کیوں نہ ان بیلوں سے فائدہ اٹھایا جائے اور انہیں
پکڑ کر دلدل کے اوپر جھولے کی طرح پہاڑی پر قدموں
زور لگا کر ہلا دیا جائے جیسے پلنگ پر بیٹھ کر لڑکیاں اپ
پاؤں زمین پر مار کر آگے پیچھے کرتی ہیں۔ اسی طرح ان بیلو
سے جھول کر اپنے پاؤں کی طاقت سے اسے آگے بڑھا
جائے اور اس طرح درمیان تک پہنچنے کی کوشش کی جائے
اور تلوار کو چبوترے سے کھینچ لیا جائے۔ یہ ایک زندگی
کو داؤ پر لگا کر تجربہ کرنے کی بات تھی اگر بیل ٹوٹ جاتی
تو ماریا سیدھی دلدل کی نذر ہو جاتی۔ بہرحال اس نے
اللہ کا نام لیا اور ایک دفعہ پھر بیلوں کی طاقت کو کھینچ
تان کر دیکھا۔ دیو آرام سے زمین پر پڑا خراٹے لے رہا
تھا۔ ماریا بیلوں کو پکڑ کر زمین کی طرف اترنے لگی اور
آخری سرے تک پہنچ گئی۔ آگے کھولتے ہوئے دلدل در
سے گرم دھواں اٹھتا ہوا اپنے قریب آتا نظر آیا اور جوں ہی
وہ اس کے جسم سے لگا۔ ماریا کو گرمی کا احساس ہوا۔ اس
نے مضبوطی سے بیل کو پکڑے زور سے اپنے پاؤں پہاڑی
پر مارے اور جھولا لے کر آگے تک چلی گئی۔ لیکن تلوار تو
ابھی اس سے کافی دُور تھی۔ بھاپ سے اس کا جسم پسینے
سے شرابور ہو رہا تھا۔ لیکن وہ بار بار جھول کر جب واپس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جاتی تو اپنے پاؤں پہاڑی پر مارتی اور ہر دفعہ وہ طلسمی تلوار سے نزدیک ہوتی جا رہی تھی۔ دیو کے خراٹے اسے اپنے قریب ہی سنائی دے رہے تھے اور دلدل سے اٹھنے والی بھاپ اس کا جسم جلا رہی تھی لیکن وہ بیل کے جھولے کو زور زور سے آگے بڑھاتی جا رہی تھی۔ تلوار اور ماریا میں فاصلہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ اچانک اس کی نگاہ اوپر اٹھ گئی۔ بیل بار بار پتھر سے ٹکر کھانے کے سبب کٹتی جا رہی تھی اور خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر جھولے کو اس طرح سے تیز کرتے رہے تو بیل کٹ کر گر جائے گی۔ ماریا کی روح کانپ کر رہ گئی۔ اب جبکہ منزل دو ہاتھ رہ گئی تھی کمند ہی ٹوٹ رہی تھی۔ اس کے علاوہ تلوار تک پہنچنے کی اور کوئی صورت نہ تھی۔ ماریا عجیب الجھن کا شکار ہو رہی تھی۔ لیکن ایک دفعہ پھر اس نے خدا کو یاد کیا، اور تمام خدشات اپنے دل سے نکال دیئے۔ موت تو اسے آنی ہی نہیں تھی جسمانی اذیت کا ضرور خیال تھا۔ کیونکہ وہ تو کئی ہزار سال سے زندہ تھی۔ اس نے پھر جھولے کو تیز کرنا شروع کیا۔ پل پل بیل کی رسی کٹتی رہی اور پل پل ماریا تلوار کے نزدیک ہوتی گئی۔ اس نے اسی دوران ایک دفعہ پھر اوپر نگاہ کی۔ آدھی سے زیادہ بیل کٹ چکی تھی۔ ماریا نے آخری بار زور لگا کر

جھولے کو آگے بڑھایا۔ اس کے ہاتھ تلوار کے دستے تک پہنچ تو گئے تھے لیکن وہ گڑی ہوئی تلوار کو اٹھا نہ سکی۔ اس کے لئے طاقت ضرورت تھی۔ اس کا سارا جسم پسینے سے نہایا ہوا تھا اور پسینہ چوٹی سے ایڑی تک بہہ رہا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم کسی تندور میں ڈال دیا گیا ہے۔ ہاتھوں میں مسلسل زور لگانے سے آبلے پڑ گئے تھے جن کی تکلیف سے اسے اپنی گرفت کمزور ہوتی نظر آ رہی تھی۔ جبکہ اب اسے صرف ایک ہاتھ کے زور پر جھولنا تھا۔ دوسرے ہاتھ کو تلوار پکڑنے کے لئے آزاد چھوڑ دینا تھا۔ لیکن اس نے یہ اذیت بھی کسی صورت برداشت کر لی اور وہ ایک ہاتھ سے جھول کر تلوار تک جاتی اور زور لگا کر اسے اکھاڑنے کی کوشش کرتی۔ ہر بار بیل کٹ جاتی جس کا جھٹکا ماریا محسوس کرتی بالآخر ایک دفعہ پورا زور لگا کر ماریا تلوار تک گئی اور زور لگا کر اسے دستے سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ تلوار ہاتھ میں آ گئی۔ لیکن جونہی وہ جھول کر واپس پہاڑی کی دیوار تک پہنچی بیل کٹ کر ٹوٹ گئی اور ماریا دلدل میں گرنے لگی۔ اتفاق سے اس کا ایک ہاتھ ایک پتھر سے اٹک گیا اور اسی نہایت ہی کمزور سہارے کی آڑ لے کر وہ لٹک گئی۔ پھر اس نے جلدی سے ایک دراڑ میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تلوار ڈال دی ۔ اس کا ہاتھ پتھر سے پھسل گیا ۔ لیکن اب اس نے تلوار کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا اور وہ اسی سے جھول رہی تھی ۔ وہ پریشانی سے سوچ رہی تھی کہ اب اوپر کیسے جائے گی ۔ لیکن اچانک اوپر دیو نے کروٹ لی اور اس کی دُم رسی کی طرح نیچے لٹک گئی ۔ ماریا نے اسے غیبی امداد سمجھ کر اسے پکڑ کر اس کے سہارے نیچے آنے کی کوشش کرنے لگی ۔ اس نے اب تلوار دراڑ سے نکال لی تھی اور وہ دیو کی مضبوط دُم کے ساتھ اوپر آ گئی ۔ دیو ابھی تک خراٹے لے رہا تھا ۔ وہ ہانپتے ہوئے قریب ہی گر گئی اور اپنے اُکھڑے ہوئے سانس درست کرنے لگی ۔ ٹھنڈی ہوا سے اس کا پسینہ بھی خشک ہو رہا تھا اور تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور وہ لیٹی ہوئی اپنی توانائی بحال کرنے میں مصروف تھی ۔ اچانک اسے زمین پر زلزلے کے جھٹکے محسوس ہونے ۔ جس نے سوئے ہوئے دیو کو بھی بیدار کر دیا ۔ فضا میں چیخوں کی آوازیں اُبھرنے لگیں اور دُور کہیں چمگادڑ کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سنائی دی ۔ اس نے دیکھا جادوگر غیظ و غضب میں اڑتا ہوا ادھر ہی آ رہا تھا ۔ ماریا تلوار کو مضبوطی سے تھام کر کھڑی ہو گئی ۔ جادوگر کو دیکھ کر دیو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ جادوگر نے آتے ہی دیو کو

مارنا شروع کر دیا اور کہا اُلّو کے پٹھے تیری نیند نے مجھے تباہ کر دیا ۔ بتا کہاں ہے طلسمی تلوار جس کی حفاظت تیرے ذمہ تھی ۔ دیو نے کانپتے ہوئے نیچے دیکھا تلوار غائب تھی تب جادوگر نے گرزوں سے اسے مارنا شروع کر دیا اور دیو کی چنگھاڑوں سے ڈر کر اونگھتی ہوئی چمگادڑیں بھی اپنے پروں کو پھڑپھڑاتی ہوئی اُڑنے لگیں ۔ جادوگر نے کہا کمینے تلوار اب دشمن کے ہاتھ میں ہے ۔ ایک نازک سی خوب صورت لڑکی اُسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے ۔ دفع ہو جاؤ ۔ اور آج ہی میری سلطنت چھوڑ کر اپنے بیوی بچوں سمیت چلے جاؤ ۔ دیو شرمندگی سے ایک طرف چلا گیا اور جادوگر نے خونخوار نظروں سے ماریا کی طرف دیکھا اور کہا ۔ لڑکی تلوار حاصل کرنے سے کچھ نہ ہوگا ۔ اسے چلانے کے لئے طاقتور ہاتھوں کی ضرورت ہے اور طاقت تمہارے بس کی بات نہیں ہے ۔ میں تیری خطا معاف کر دوں گا تلوار واپس کر دے ۔ ماریا نے تمسخر اڑاتے ہوئے کہا ۔ اپنی موت کو قریب دیکھ کر تو پاگل ہو گیا ہے ۔ غرور میں یہ بھول گیا ہے کہ پروردگار اگر چاہے تو ہاتھی کو چیونٹی سے مروا دے ۔ تیرے گرو شیطان کو بھی غرور ہی نے ڈبویا تھا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تیری موت بھی اسی غرور کی وجہ سے ہوگی۔ اب تلوار اٹھا
کیونکہ مجھے معلوم ہے اس طلسمی تلوار کے ہوتے ہوئے تیرا
جادو مجھ پر نہیں چل سکتا۔ جادوگر نے قہقہہ لگایا اور کہا۔
چوہیا، بھاگ کر بلے سے مذاق تجھے بڑا مہنگا پڑے گا۔ اس نے
ہاتھ اٹھایا اور ایک گرز کئی من وزنی اس کے ہاتھ میں آ
گیا اور جادوگر نے پورے زور سے گھما کر ماریا پر مارا۔
نے تلوار آگے کر دی اور گرز جو کئی من کا تھا تلوار سے
لگتے ہی اس کی ضرب پھول کی طرح سے ماریا کو محسوس
ہوا۔ اس پاتال کی دنیا کے تمام بھوت، دیو، چڑیلیں اس
مقابلے کو دیکھنے کے لئے آگئیں۔ انہیں صرف اپنا آقا گرز
چلاتا نظر آ رہا تھا۔ وہ ہوا سے لڑ رہا تھا۔ وہ سب پریشان
تھے کہ آقا پاگل ہو گیا ہے۔ ہوا سے لڑ رہا ہے۔ لیکن
یہ بات تو آقا ہی محسوس کر رہا تھا کہ جس لڑکی کو وہ کمزور
اور چوہیا کہہ رہا تھا اس کے بازوؤں میں ہاتھیوں کی
طاقت محسوس ہو رہی تھی اور کئی من وزنی گرز اسے پھول
کی طرح لگ رہا تھا۔ پہلے ماریا صرف جادوگر کے وار
روکتی رہی جو غصے میں اپنی طاقت استعمال کر رہا تھا۔ وہ
اسے تھکاتی رہی اور جب اس کے حملوں میں پہلی سی پھرتی
نہ رہی تو ماریا نے اس پر وار کرنے شروع کر دیئے دراصل

طلسمی تلوار کی اپنی بہت بڑی طاقت تھی۔ اب جادوگر کو ا
جان کے لالے پڑ گئے۔ ماریا نے تلوار زور سے اس کے
سینے پر ماری۔ طلسمی تلوار عین جادوگر کے دل کے پار ہو گ
پھر کیا تھا تمام طلسمی کاروبار بکھر کر رہ گئے۔ پاتال کی د
آتش فشاں پہاڑ کے لاوے کی طرح تہس نہس ہو گئی۔
چیز ملیا میٹ ہو گئی۔ کالی رات کا کالا کفن ہمیشہ کے لئے د
ہو چکا تھا۔ مریم کا باپ ڈاکٹر دن رات مریم کے تابوت
لگا بیٹھا رہتا تھا اور اسے یاد کر کے رویا کرتا تھا۔
نے اٹھائیس نوجوان لڑکیوں کے خون سے مریم کے جسم
کو غسل دیا تھا۔ صرف ایک چاند رات کو ماریا کی وجہ سے
لڑکیاں بھاگنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ اس قربانی کے
بعد جادوگر نے ماریا کی روح واپس کر دی تھی ——

لیکن۔ ——————————————

قربانی کی رات خالی گزر گئی تھی اور وہ اپنی بچی کے مستقب
سے مایوس ہو چکا تھا۔ لیکن جونہی کالی رات کا کفن د
خونی جادوگر ماریا کے ہاتھوں قتل ہوا اس کے جادو کا
طلسم ٹوٹ گیا۔ پاتال کی حکومت کی تباہی کے ساتھ ساتھ
قیدی روحیں بھی آزاد ہو گئیں اور ایک دن جب وہ مر
کے تابوت کے پاس بیٹھا رو رہا تھا اچانک مریم کے فر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جسم میں حرکت ہوئی۔ ڈاکٹر اسے اپنا وہم سمجھا لیکن یہ حقیقت
تھی مریم کے جسم میں اس کی روح واپس آ چکی تھی۔ اس نے
پہلے لیٹے لیٹے آنکھیں کھولیں اور پھر ایک دم باپ کو دیکھ
کر اٹھ کے بیٹھ گئی۔ باپ کی مارے خوشی کے چیخ نکل گئی
اس نے زور سے حبشی نوکرانی کو پکارا جو باورچی خانے
سے اپنے مالک کی آواز سن کر تہہ خانے کی طرف دوڑی
مریم کو تابوت میں بیٹھے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ باپ بیٹی کو
دیکھ دیکھ کر رو رہا تھا اور بیٹی کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا
کہ وہ بچ جادوگر کی قید سے رہا ہو گئی ہے۔ نوکرانی نے
آ کر اپنے مالک کو مبارکباد دی۔ دونوں باپ بیٹی ہوش میں
آ گئے۔ پھر مریم باپ کے گلے لگ گئی۔ جادوگر کے گرو
شیطان کو جب یہ علم ہوا کہ اس کا شاگرد مع اپنی سلطنت
کے تباہ ہو گیا تو وہ غصے میں پاگل ہو گیا۔ یہ اس کی
دوسری شکست تھی۔ پہلی شکست وہ تھی جس میں ماریا اور
ناگ نے کاؤنٹ کا وہ مندر تباہ کر دیا تھا جو شیطان
کی خاص عبادت گاہ تھی اور اسی معرکہ میں شیطان کے
دوست جیلی طوس اور مقبطوس کی تباہی ہوئی تھی۔ اس
معرکہ میں بھی ماریا ہی ناگ کے ساتھ شامل تھی اور پیش
پیش تھی۔ شیطان اپنی ایک خاص عبادت گاہ میں کھڑا تھا

اور پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ اس نے ٹھوکر مار کر مبا طوش
کے سر کو پرے ہٹا دیا جو سجدے میں اپنا سر شیطان کے
قدموں میں رکھے بیٹھا تھا اور کہا دفع ہو جاؤ نالائقو
ایک ڈیڑھ بالشت کی چھوکری تلوار کی دھار کی طرح ہمارے
جسم کے کئی حصے کاٹ چکی ہے اور میرے پجاریوں میں کوئی
بھی ایسا نہیں جو اس نظر نہ آنے والی چھوکری کو کچل سکے
مبا طوش ایک دفعہ پھر سجدے میں گر گیا اور عرض کی
اے ہمارے آقا، اے بدی کی سب سے عظیم طاقت میں
اس چھوکری کو کچل کر تیرے قدموں میں لا پھینکوں گا۔ مجھے
طاقت بخش دے تاکہ میں تیرے پجاریوں کا انتقام لے
سکوں۔ شیطان نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ اس میں ایک کٹورا
آ گیا جس میں خون پڑا ہوا تھا۔ پھر شیطان نے مبا طوش
کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اس کٹورے میں سو سالہ الو کا
خون ہے۔ پھر اس نے اس کٹورے میں تین بار تھوک
دیا اور کٹورا مبا طوش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ
اسے پی جا تیرے اندر بہت سی شیطانی طاقتیں آ جائیں
گی۔ مبا طوش نے کٹورا لے لیا اور اسے تبرک سمجھ کر
غٹا غٹ پی گیا۔ تب شیطان نے اس کا سینہ چاک کر دیا
اور اس کا دل نکال کر چمگادڑ کے خون سے دھویا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوبارہ اس کے جسم میں ڈال دیا۔ مباطوش کی حالت ہی بدل گئی تھی۔ اس کا چہرہ انتہائی ڈراؤنا ہو گیا تھا۔ دو دانت بڑھ کر لٹک آئے تھے۔ زبان بالشت بھر لمبی ہو گئی تھی اور کتے کی طرح باہر لٹک آئی تھی۔ آنکھوں کے ڈھیلے سرخ ہو گئے تھے اور جسم میں کئی گنا زیادہ توانائی آ گئی تھی شیطان نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ ایک لوہے کی بہت سلاخ اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ تب شیطان نے کہا۔ میرے فرماں بردار بندے یہ اسے ٹیڑھا کر کے اپنی طاقت کا اندازہ کرے اور شہنشاہ ظلمات کو سجدہ کر جس نے تجھے اتنی طاقت بخش دی ہے۔ مباطوش نے سلاخ اسی طرح دوہری کر دی جیسے وہ لوہے کی نہیں ایک معمولی اور نرم دھات کی کوئی چیز ہو۔ مباطوش نے خوش ہو کر شیطان کو سجدہ کیا۔ شیطان نے فخر سے اپنا سر بلند کرتے ہوئے کہا۔ اب جا وہ لڑکی جس کا نام ماریا ہے اس وقت سیاہ پہاڑیوں کے سلسلہ کوہ سیاہ کی وادیوں میں بھٹک رہی ہے۔ میں نے اس کے لئے سارے راستے بند کر دیے ہیں وہیں چلا جا۔ یہ تیرا پہلا امتحان ہے اگر کامیاب ہو گیا تو میں تجھے اپنا ولی عہد بنا لوں گا اور اگر ناکام ہوا تو تیرا نام و نشان مٹا دوں گا۔ اب دفع ہو جا اور مجھے دنیا کی تباہی اور بربادی کے منصوبے

بتا دے۔ مباطوش شیطان کے سامنے ایک دفعہ پھر جھکا اور اپنے جادو کی طاقت سے غائب ہو گیا۔ شیطان اب اپنے تخت سیاہ پر بیٹھ گیا جو سیاہ رنگ کے پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اس نے تالی بجائی۔ کوہستانی چڑیل تھال میں ننھے ننھے بچوں کے سر لے کر حاضر ہوئی جن کی گردنیں کاٹ کر تازہ تازہ دھڑوں سے جدا کیا گیا تھا۔ کیونکہ ان کی گردنوں سے سرخ سرخ خون ابھی بہہ رہا تھا۔ وہ شیطان کے سامنے جھکی اور کہا۔ شہنشاہِ ظلمات کے حضور یہ کنیز ایک حقیر نذرانہ لے کر آئی ہے۔ شیطان نے خوش ہو کر چار ننھے بچوں کے سروں کو دیکھا اور کہا۔ بدذات تو ہماری کمزوری سے واقف ہو گئی ہے۔ ہم نے یہ نذر قبول کی۔ شیطان نے ایک سر اٹھا کر اپنے منہ میں اس طرح رکھ لیا۔ جیسے کوئی برفی کی ڈلی اٹھا کر منہ میں رکھ لیتا ہے اور مزے لے کر چبانے لگا۔ تب چڑیل نے عرض کی یہ چاروں اسی مسلمان کے بچے ہیں جو میرے خداوند کو برا بھلا کہتا ہے اور سرعام کہتا ہے دن میں دس مرتبہ شیطان پر لاحول پڑھو۔ وہ شہر میں میری پھیلائی ہوئی برائیوں سے لوگوں کو روکتا ہے انہیں پرہیزگار اور ایماندار بننے کے لئے کہتا ہے میں نے ایک چھوٹی سی سزا اسے دی ہے۔ شیطان نے خوش ہو کر قہقہہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لگایا اور کہا ما بدولت تیری خدمات سے بہت خوش ہیں۔ نیک لوگوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا ہمارے مذہب کا جہاد ہے۔ تم وہاں بدی کی اتنی برائیاں پھیلا دو کہ نیکی کے نور کو نگل جائیں اور اس شہر کے تمام لوگوں کی روحیں میری غلام ہو کر میرا کلمہ پڑھیں، مجھے سجدہ کریں، ان دیکھے خدا کی عبادت بھول جائیں۔ ہم آگ کے بنے ہوئے ہیں اور آگ ہمیں عزیز ہے۔ ہم جہنم کی آگ کو قیامت تک قائم و دائم رکھنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے ہمیں ایسے انسانوں کی ضرورت ہے جو نیکی کو چھوڑ کر بدی کا دامن تھام لیں اور مرنے کے بعد دوزخ کا ایندھن بن جائیں۔ چڑیل نے کہا۔ میرے آقا تیرے حکم پر عمل ہوگا۔ شیطان نے ایک ایک کرکے چاروں بچوں کے سر چبا ڈالے اور مزے لے کر کھا گیا۔ چڑیل نے جھک کر کہا۔ میرے آقا مجھے یاد کیا تھا۔ شیطان نے کہا۔ ہم نے بڑی شکتی دے کر صبا طوش کو سیاہ پہاڑوں کی طرف ایک لڑکی سے مقابلے کے لئے بھیجا ہے۔ کوہستانِ سیاہ پر بھی نظر رکھنا وہ تیرا ہی علاقہ ہے۔ صبا طوش وفادار ضرور ہے لیکن موٹی عقل کا مالک ہے۔ اگر اسے ضرورت پڑے تو اس کی مدد کو پہنچ جانا۔ چڑیل نے کہا۔ میرے آقا ایک

لڑکی سے مقابلہ کیا یہ تیری عظیم طاقت کی توہین نہیں کہ ایک لڑکی سے مقابلے کے لئے صبا طوش اور کوہستانی چڑیل کو ہدایات دے اور صرف اشارہ کر دے تو میں مچھر کی طرح اس لڑکی کو مسل کر رکھ دوں۔ شیطان نے ناگواری سے کہا تو نہیں جانتی اس لڑکی کے پیچھے کئی روحانی اور نیک طاقتوں کا ہاتھ ہے۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتی۔ کئی ہزار سال سے زندہ ہے اور موت اس کا مقدر نہیں۔ وہ خدا کو ماننے والوں کی صفِ اول میں شمار ہوتی ہے اور ہر وقت برکت اور جادو سے بچنے کے لئے قرآن کو گلے میں لٹکائے رکھتی ہے۔ اس نے بڑے بڑے جابر اور قاہر طاقتور اور شاطر جادوگروں کو شکست دی ہے۔ وہ لڑکی ہمارے اعصاب پر سوار ہے۔ ہم اس کا سر اپنے قدموں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کام کے لئے میرے ہر پجاری کو اجازت ہے وہ اس سے بھڑ جائے، اسے تباہ و برباد کر دے۔ کوہستانی چڑیل نے کہا۔ اس سے دو دو ہاتھ کرکے مزا آ جائے گا۔ میرے آقا میں بھی اپنی طاقت میں سرشار اسے آزمانا چاہتی ہوں۔ وار کرنے کے لئے کوئی سامنے آتا ہی نہیں۔ ایک دفعہ پہاڑ پر قہری نگاہ کی تھی جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ سمندر کے پانی کو غصے سے دیکھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیا تو برف کی طرح جم گیا۔ شیطان نے غصے سے کہا۔ نامراد کمینی اپنی طاقت کا ذکر اپنے آقا کے سامنے کرتی ہے جس نے تجھے یہ طاقت بخشی ہے۔ اپنے آقا کے روبرو اپنی شان بیان کر رہی ہے۔ یہ سراسر گستاخی ہے۔ دفع ہو جا۔ اگر مجھے تیری خدمات کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تجھے جلا کر راکھ کر دیتا۔ صحرائی چڑیل کانپ گئی اور فوراً ہی غائب ہو گئی۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر پتھر کا بُت بن گیا

ناگ ایک وفادار غلام کی طرح لاہوت اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے اس علاقے سے جلد از جلد نکل جانا چاہتا تھا۔ لہٰذا وہ تیزی سے سفر کرتے ہوئے خزانے کی سمت روانہ ہوئے کیونکہ نقشے میں یہ آخری نشانی تھی۔ اس کے بعد نقشہ خاموش تھا۔ اب انہیں اپنی ذہانت اور قسمت کے بل بوتے پر اسے تلاش کرنا تھا۔ آخر کئی دن کی مسافت کے بعد جس میں کوئی بھی قابل ذکر واقعہ پیش نہ آیا۔ وہ ایک مقام تک پہنچ گئے۔ جہاں زمین پر ایک بہت بڑے ابوالہول کا مجسمہ بنا ہوا تھا۔ یہ فرعونوں کا خاص نشان تھا۔ شاہی نشان ان کی عمارتوں لباسوں تک پر ابوالہول کا نشان ہوا کرتا تھا جسے لاہوت بھی جانتا تھا۔ لیکن اس نے ناگ سے بھی مشورہ کیا اور کہا اس مجسمے کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ ناگ نے نیاز مندی سے کہا آقا یہ فرعونوں کا شاہی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نشان ہے اور میرا خیال ہے خزانہ اس کے نیچے ہی کسی تہ خانے میں موجود ہے۔ پھر لاہوت کے حکم سے سارے ساتھی اس کا راستہ تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ لیکن تلاش بسیار کے باوجود بھی انہیں کوئی راستہ نہ مل سکا سب تھک ہار کر بیٹھ گئے تو لاہوت نے اپنے گروہ گنجاول جادوگر کی روح کو طلب کرنے کے لئے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی ایک خوفناک دیو زمین کا سینہ پھاڑ کر باہر نکلا جس کی شکل دیکھ کر پتھر دل دیو بھی لرز گئے۔ لاہوت اس کے قدموں میں جھک گیا۔ گنجاول کا قد کئی گز تھا اس نے اپنا قد گھٹایا اور کہا۔

تنا مجھے کیوں تکلیف دی ہے نابکار لالچی کتے!

لاہوت پھر قدموں پر جھک گیا اور عرض کی۔ اے میرے گرو فرعونوں کے خزانے جو کسی تہ خانے میں موجود ہیں۔ اس کا راستہ بتا دے ہم تلاش کر کے تھک گئے ہیں۔

گنجاول نے کہا یہ میری طاقت سے باہر ہے میں کئی ہزار سال پرانی فرعونوں کی روح کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کا ہنوں کا۔ جن میں یہ طاقت آج

بھی موجود ہے کہ وہ اس خزانے کی حفاظت کر رہے ہیں تو اپنی تباہی کو خود ہی

لاہوت پھر قدموں میں گر گیا اور کہا میرے گرو صرف اندر جانے کا راستہ بتا دو باقی جو کچھ ہو گا میں خود ہی نپٹ لوں گا۔

گنجاول نے کہا تو لا میری بھینٹ میں کئی روز سے بھوکا ہوں۔ مجبوراً لاہوت کو کچھ اونٹ اس کی نذر کرنے پڑے جن کا گوشت اور خون تھوڑی ہی دیر بعد وہ چٹ کر گیا ہڈیوں کے صرف پنجر چھوڑ دیئے اور کہا لالچی کتے!

اس ابوالہول کے منہ میں اتر جا۔ اس کا منہ بند ہے لیکن کان میں ایک کل لگی ہوئی ہے جس سے یہ کھل جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ پھر زمین میں دھنس گیا اب کمر میں کمند ڈال کر سب ساتھیوں کو لاہوت نے کئی فٹ اونچے چبھے پر چڑھا دیا۔ اور ناگ سمیت خود بھی چڑھا اور ابوالہول کے منہ میں جھانک کر دیکھا لاہوت نے اس کے کان میں جا کر کل تلاش کی اور اسے زور سے ہلایا۔ منہ کھل گیا۔ اس میں سے عود اور عنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔ اور اندر سیڑھیاں بنی ہوئی تھی۔ پہلے لاہوت ناگ اور پھر دیگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھی مجسمے میں داخل ہو گئے۔ جب سارے ساتھی داخل ہو گئے تو مجسمے کا منہ اپنے آپ ہی بند ہو گیا گویا واپسی کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ لیکن خزانے کی خوشی میں وہ لوگ ہر چیز کو بھولے ہوئے تھے۔ جیسے ہی لاہوت گول اور چکر دار سیڑھیوں سے اترتا ہوا آخری سیڑھی پر پہنچا۔ اس کے قدموں کی زمین ہٹ گئی اور وہ تحت الثریٰ میں جا گرا اور اس کی چیخ کی آواز دور ہوتی گئی۔ جیسے وہ نہ ختم ہونے والی تحت الثریٰ میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ سب کو اپنا خون جسموں میں جمتا ہوا محسوس ہوا۔ اور جسم کانپ کر رہ گئے اور وہ جہاں تھے وہیں رہ گئے۔ سیڑھی پھر برابر ہو چکی تھی۔

انہوں نے ناگ سے مشورہ کیا لیکن ناگ تو لاہوت کے زیر اثر تھا۔ اس نے کہا جہاں میرا آقا جا رہا ہے میں بھی جا رہا ہوں یہ کہہ کر ناگ نے بھی اس سیڑھی پر قدم رکھا۔ زمین ایک دفعہ پھر ہٹ گئی اور ناگ بھی لاہوت کی طرح خلا میں غائب ہو گیا سب ڈاکوؤں نے باہم مشورہ کیا اور کہا یہاں سے لوٹ کر جانا اور خالی ہاتھ یہ تو موت سے بھی بدتر ہے ساری عمر

سردار کے ساتھ گزار دی ہے آخری وقت بھی اس کے ساتھ رہیں گے۔ ہمہ یاراں دوزخ ہمہ یاراں بہشت دوستوں کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیئے خواہ وہ دوزخ میں ہوں یا بہشت میں۔ اور اس طرح ایک ایک کرکے سارے ڈاکو بھی خلا کی نذر ہو گئے۔

دراصل زمین دوز اہرام میں جانے کا یہی راستہ تھا لاہوت جب گرا تو خلا ہی میں ڈر کے مارے چیخ نکل گئی۔ لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اس کے پاؤں نہایت ہی نرم اور ملائم کسی چیز سے جا لگے۔ اور ذرا بھی چوٹ نہ آئی اب وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اس کے ساتھی وہیں سے واپس نہ لوٹ جائیں خدا جانے یہاں تک آتے بھی ہیں کہ نہیں ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ان تک کیسے اپنی آواز پہنچائے کہ ناگ اس کے قریب آ کر اترا۔ اس کے ساتھ ہی تمام ساتھی بھی ایک ایک کر آتے گئے لاہوت خوش تھا کہ اس کے بغیر اس کے ساتھیوں نے ساری عمر میں ایک ہی عقل مندی کا فیصلہ کیا ہے وہ سب ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔ اندر ان کو ذرا بھی گھٹن کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ نہ جانے کہاں سے روشنی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آ کر اس زمین دوز تہہ خانے کو منور کئے ہوئے
ہیں۔ کہیں سے ضرور تازہ ہوا بھی آتی ہو گی تب
ہی تو سانس لینے میں کوئی دشواری محسوس نہ ہو
رہی تھی۔ چاروں طرف خوشبو پھیلی ہوئی تھی جس
سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں کے مکین ضرور زندہ
ہیں۔ مردوں والی یہاں کوئی بھی بات موجود نہ
تھی۔ یہ ایک راہداری تھی۔ جس کا اختتام آگے
جا کر ایک صندل اور نہایت نفیس اور وزنی دروازے
پہ ہوتا تھا۔ جس کا روغن ابھی تک ایسے چمک
رہا تھا۔ کہ ابھی تازہ کیا گیا ہو چونکہ اس کے
علاوہ کوئی اور راستہ نہ تھا۔ لہٰذا سب اسی راہداری
سے گزر کر اس دروازے تک پہنچے۔ لاہوت
انتہائی زیرک انسان تھا۔ اس نے پہلے دروازہ کھولنا چاہا
لیکن پھر رک گیا۔ سب کو حکم دیا دیوار کے ساتھ لگ
جاؤ۔ اور راہداری کا راستہ چھوڑ دو۔ سب دیوار کے
ساتھ چپک گئے۔ تب لاہوت نے دروازہ اس طرح
دیوار سے لگ گیا۔ جوں ہی پورا دروازہ کھل کر دیوار سے
لگا۔ کہیں سے ایک خنجر تیزی کے ساتھ آیا اور دروازے
کھولا کہ اس کی آڑ میں ہوتا ہوا اس کے ساتھ ہی

سے گزر کر سامنے والی دیوار سے ٹکرا کر گر
گیا۔ لاہوت کو اسی چیز کا شک تھا۔ اس نے دروازہ کھلا
رہنے دیا۔ خنجر کو اٹھا کر دیکھا دستے پہ ابوالہول کا مجسمہ
بنا ہوا تھا۔ وہ خنجر لے کر پھر دروازے کے پاس
آیا۔ اور ایک طرف ہٹ کر خنجر سے دروازے کی
دہلیز پہ وزن ڈالا۔ اسی وقت دوسرا خنجر بھی تیزی
سے آیا اور ٹھیک انسانی قد کے مطابق دل کی جگہ کے نشان
سے ہوتا ہوا دوسری سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا اور
لاہوت داد دیئے بغیر نہ رہ سکا کیا اعلیٰ دماغ کے
مالک تھے یہ کاریگر جنہوں نے یہ حساب بنایا تھا
گویا اگر کوئی سامنے سے آ کر دروازہ کھولے تو
دہلیز پہ پاؤں رکھتے ہی اس کے دل میں خنجر پیوست
ہو جائے۔ اس طرح کوئی بارہ خنجر ضائع کرنے کے
بعد پھر کوئی خنجر نہیں آیا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ
صرف بارہ خنجروں کا ذخیرہ تھا جو ختم ہو گیا تب
لاہوت اپنے آدمیوں اور ناگ کے اندر داخل
ہو گیا۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جہاں مختلف قسم کے ہتھیاروں
کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ آراستہ کر کے رکھا گیا تھا
یہاں زرہ بکتر سے لے کر ہر قسم کا سامان موجود تھا اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حیرت کی بات یہ تھی کہ ان پر ذرا سی بھی گرد نہ جمی ہوئی تھی۔ ہتھیاروں کی چمک دمک بالکل اسی طرح قائم تھی کہ ابھی ابھی انہیں یہاں لگایا گیا ہے سامنے والی دیوار کے ساتھ سر سے لے کر پاؤں تک کی ذرہ مع خود کے باہوں اور جوتوں تک کا سامان جسے فرعون جنگ میں استعمال کرتے تھے اس طرح آراستہ کر کے کھڑا کیا گیا تھا۔ کہ دور سے آہن پوش جرنیل ہی دکھائی دیتے تھے۔ باہوں سے لے کر ہاتھوں کے پہنچوں تک کی ذرہ اور پھر ان ان پہنچوں میں چمکتی ننگی تلواریں بائیں ہاتھ میں لوہے کی وزنی ڈھال تک موجود تھی۔ لاہوت اور اس کے ساتھی انہیں نہایت غور سے دیکھ رہے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ابھی چلنا شروع کر دیں گے۔ لاہوت نے دل کھول کر فرعونوں کو داد دی اور کہا واقعی یہ قوم اس قابل تھی کہ دنیا پر حکومت کرتی کیسے کیسے اعلیٰ کاریگر۔ بہادر اور ذہین دماغ موجود تھے جن کا ثبوت ہمارے سامنے ہے پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا پہلے اپنا کام نپٹا لیں پھر یہاں کی تمام سیر کریں گے۔ جوں ہی وہ آگے کی طرف بڑھے

یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آہنی ذرہ پوشوں نے ان کا راستہ روک لیا ان کے سامنے خالی ذرہ وغیرہ ہی موجود تھی کوئی انسان ان میں نظر نہیں آتا تھا لیکن ان میں حرکت پیدا ہو گئی ان کی تلواروں میں حرکت ہوئی اور وہ انہیں سونت کر سامنے کھڑے ہو گئے لاہوت کے اشارے پر سارے ساتھیوں نے بھی دیواروں سے لگی تلواریں اتار لیں اور ان لوہے پوش ذرہ بکتر کے بنے ہوئے نہ نظر آنے والے آدمیوں سے برسرپیکار ہو گئے۔

ڈاکوؤں کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ ان کا وار کسی انسانی جسم پر تو پڑتا نہیں تھا۔ تلوار زور سے ذرہ بکتر سے ٹکراتی تو ٹوٹ جاتی۔ تلوار کی نوک سے کسی حصے کو نشانہ بنایا جاتا تو ٹک کر نوک ٹوٹ جاتی۔ لیکن ان کے وار گوشت پوست کے انسانوں پر لگتے تو کاٹ کر نکل جاتے وہ بالکل تجربہ کار سپاہیوں کی طرح جنگ کر رہے تھے۔ جیسے کوئی دماغ رکھتا ہو۔

انہوں نے سب ڈاکوؤں کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔ اور یہ گھیرا تنگ ہونا شروع ہو گیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا۔ مگر ناگ جب ان پر وار کرتا تو وہ اس کا جواب نہ دیتے۔ اور نہ ہی اس پر کوئی وار کرتے۔ گویا انہوں نے ناگ کو پہچان لیا تھا۔ لاہوت کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ جو اس کے ساتھی زخمی ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں یہ ذرہ پوش بلائیں نہ تو ان پر وار کرتیں اور نہ ہی جھک کر دیکھتیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں لہٰذا فوراً یہ محسوس کر کے اس نے تمام ساتھیوں کو حکم دیا کہ ان بلاؤں سے بچنے کے لئے زمین پر لیٹ جاؤ اور لیٹے لیٹے ہی رینگتے ہوئے ان کے قدموں سے گزر کر نکل جاؤ۔

سب ڈاکو مع ناگ کے زمین پر لیٹ گئے اب سامنے کھڑے ہوئے ذرہ پوش بلاؤں کے ہاتھ بھی رک گئے۔ اور وہ دوبارہ دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ لاہوت کے ہونٹوں پر ہنسی پھیل گئی وہ سب لیٹے لیٹے ہی یہاں سے گزر گئے۔

لاہوت کو یقین ہو گیا کہ کوئی روح یہاں موجود نہیں۔ صرف زندگی اور موت کے لئے یہاں ایک نظام قائم ہے انسانی عقل کا استعمال کر کے ان سے بچ نکلا

ہے۔ اس کمرے میں کوئی کل ضرور موجود تھی جس کے دبتے ہی یہ حرکت میں آ گئے۔ زخمی ہو کر گرنے والوں کو وہ نظر انداز کر دیتے ہیں کیوں کہ انہیں ایک نظام کے تحت صرف سامنے کھڑے ہوئے آدمیوں سے جنگ کرنی ہوتی ہے

یہاں سے گزر کر وہ ایک اور ہال نما کمرے میں داخل ہوئے۔ جہاں ابوالہول کا ایک بڑا سا مجسمہ کھڑا تھا۔ اچانک ایک بجلی سی کوند گئی اور انہیں دیکھ کر ابوالہول کے مجسمے سے آواز آئی

یہاں کے قیدیوں نے کبھی دوبارہ آسمان نہیں دیکھا ابھی کتو تمہاری موت تمہاری منتظر ہے۔ پھر اس نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا ناگ تو میرے پہلو میں آ جا ناگ چلتا ہوا ابوالہول کے پہلو میں جا پہنچا

لاہوت نے غصے سے حکم دیا۔ غلام واپس آؤ۔

ابوالہول نے کہا لاہوتی غصے تیرا جادو یہاں آ کر ختم ہو گیا ہے اب تک تو صرف دماغ کی سوچ سے یہاں پہنچا ہے۔ جادو کے زور سے نہیں۔ پھر ابوالہول کے مجسمے سے ایک نسوانی ہاتھ نکل آیا اور اس نے ناگ کے سر سے وہ سنہری کیل نکال لی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ حیران ہو گیا کہ وہ کہاں ہے۔

ابوالہول نے ناگ سے کہا کہ تو اپنے دوست عنبر کے آباؤ و اجداد کے زمین دوز تہ خانے میں ہے مجھے یہاں تک لانے کے لئے ہی ان کی زندگیاں بچی ہوئی تھیں۔ ورنہ انہیں تہ خانے کے باہر ہی ختم کر دیا جاتا کیوں کہ اس کے جادو سے مجھے آزاد کرنا تھا۔ اسے جس گرو پر ناز تھا وہ تو گنجاول راستے جانے کے جرم میں سزا پا چکا ہے۔

پھر ایک پرواز ہاتھ مجسمے سے باہر آیا جس میں تازہ کٹی ہوئی گنجاول کی گردن موجود تھی جس سے خون بہہ رہا تھا۔ اور لاہوت کے ماتھے پر یہ دیکھ کر پسینہ آ گیا۔

ابوالہول نے ہاتھ سے اشارہ کیا تمام دیواروں سے چمگادڑ کے پروں والے اور اژدر کی شکل والے نیچے کا دھڑ انسان کا اس قسم کی مخلوق ہاتھوں میں خوفناک قسم کے ہتھیار لئے ان ڈاکوؤں پر ٹوٹ پڑی۔ ڈاکوؤں کو موت اپنے سر پر منڈلاتی نظر آ رہی تھی۔ اس لئے وہ نہایت ہی دلیری سے مقابلہ کر رہے

تھے۔ سامنے ابوالہول کے قدموں میں گنجاول کا سر پڑا تھا۔ جس کی خوفناک آنکھیں اب بھی چمک رہی تھیں۔ لڑائی بڑے زور و شور سے ہو رہی تھی۔ کیوں کہ ڈاکوؤں کی تمام زندگی اسی کام میں گزری تھی۔

لاہوت نے اپنے گرو کے سر کی طرف حیرت سے دیکھا اس کی آنکھیں اب بھی زندہ تھیں اور پتلیوں میں حرکت کر رہی تھیں۔

لاہوت نے کہا گرو! چیلے پر بہت برا وقت آن پڑا ہے۔ یہ مہم تمہاری مدد سے ہی حل ہو سکتی ہے۔

تب گنجاول کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اس کے ہونٹوں پر جنبش ہوئی۔ اور اس نے کہا لاہوت میرا گروہ دس جانیں رکھتا ہے۔ ایک جان گئی ہے ابھی باقی ہیں۔ کیوں کہ ایک ہی جان جسم میں تی بقایا مختلف چیزوں اور مختلف جگہوں پر ہیں جہاں ری نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے تجھے مہروں کے پیچھے یں ہاتھ ڈالنے سے منع کیا تھا۔ مگر تو نہ مانا ان اؤں کے جسم پر تم کوئی گھاؤ نہ لگا سکو گے ان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو مارنا ہے تو ان کے سروں پر جہاں دماغ ہوتا ہے تلوار سے ضرب لگاؤ اسی سے ان کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ باقی حصے پر ان پر تلوار کے وار کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

ابوالہول نے ٹھوکر مار کر سر کو گرا دیا۔

لاہوت کے ہاتھ تو اب نسخہ آ چکا تھا ڈاکوؤں نے کوئی دو گھنٹے بعد سب بلاؤں کا خاتمہ کر دیا گو کہ ان کے بھی آدمی ان کی شمشیر زنی سے شدید زخمی ہوئے

ایک دفعہ پھر گجاول نے لب کشائی کی اور کہا کہ اپنے زخمی ساتھیوں کے سر پر میری گردن سے نکلتا ہوا خون لگا دے گھاؤ فوراً بھر جائیں گے۔

لاہوت نے ایسا ہی کیا اور اس کے زخمی ساتھی ایک دفعہ پھر توانا و تندرست ہو گئے۔ اس نے اپنے گرو کے سر کو اٹھا کر چوما اور ایک تھیلے میں ڈال لیا۔

لاہوت نے غصے میں آ کر ناگ پر وار کرنا چاہا لیکن ناگ غائب ہو گیا اور ان بلاؤں کے مرتے ہی ابوالہول کا مجسمہ بھی خاموش ہو گیا۔

ڈاکوؤں کو ابھی تک خزانہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ یہاں سے بھی آگے بڑھ گیا جوں ہی وہ

ایک دوسرے کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا کئی حبشی غلام بنہایت قوی ہیکل مضبوط اور توانا جسم جن کے بازوؤں کی مچھلیاں تڑپتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ ان کے منتظر تھے اور ان کے قریب ہی ایک سنہری کرسی پر ناگ مقدس کاہنوں کا لباس پہنے بیٹھا تھا۔

ڈاکوؤں کے قدم ایک دم رک گئے۔

لاہوت سوچ رہا تھا کہ ابھی تو ایک مشکل سے بمشکل جان چھوٹی ہے۔ آگے پھر دوسری مصیبت تیار ہے تب ناگ نے کہا۔

سردار لاہوت! میرے دوست عنبر کے خاندان کے فرعون یمی داس کے زمانے ہی سے لے کر آج تک اس خزانے کی حفاظت فرعون کے چھوٹے بھائی شمعون مقدس اور اس کی اولاد کے سپرد رہی ہے اور اب اس کی حفاظت میرے لیے عبادت کا درجہ رکھتی ہے تم دل میں یہ خیال مت کرو کہ شمعون مقدس مر چکے ہیں۔ وہ آج بھی زندہ ہیں جس کا ثبوت تم اس زمین دوز تہ خانے میں دیکھ چکے ہو

تب اس نے حبشی غلاموں کی طرف دیکھ کر حکم دیا غلامو ان سب کو حراست میں لے کر دربار میں پیش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرو۔

ڈاکوؤں نے ایک دفعہ پھر اپنے ہتھیار اٹھائے لیکن ان قوی ہیکل غلاموں نے انہیں زیادہ مہلت نہ دی اور تھوڑے سے مقابلے کے بعد ان کے ہتھیار چھین لیے گئے۔ اور ان کے ہاتھ پیچھے باندھ دیئے گئے۔ تب ناگ کی قیادت میں یہ حبشی غلام ان ڈاکوؤں کو بھیڑوں کی طرح ہانک کر دربار کی طرف لے گئے۔ فرعون کا دربار آراستہ دیکھ کر اچھوت کو وہی ریت کے ٹیلے میں دبے ہوئے خواب کا خیال آ گیا۔ فرعون کا دربار لگا ہوا تھا۔ ریشمی راسن اطلس اور کمخواب کا لباس پہنے جن پر سچے موتیوں سے گل اور بوٹے کاڑھے ہوئے تھے۔ سر پر سونے کا تاج پہنے اپنے آبنوس کی لکڑی سے بنائے تخت پر بیٹھا تھا جس میں ہیرے نیلم اور نہایت قیمتی فیروزے جڑے ہوئے تھے۔ دائیں بائیں دو حبشی غلام مورچھل ہلا رہے تھے۔ اور اس تخت کے اوپر ابوالہول کا مجسمہ نصب تھا جو سونے کا بنا ہوا تھا اور جس کی آنکھوں میں ایک سلطنت کی قیمت کے لعل لگے ہوئے تھے۔ دربار کے دونوں طرف قیمتی کرسیاں دو رویہ پڑی تھیں۔ جن پر

سردار حسب رتبہ بیٹھے ہوئے تھے۔ فرعون کے بائیں طرف اس کا چھوٹا بھائی اور مذہبی امور کا محافظ سنہری داڑھی اور لمبے بال ہاتھ میں بزرگی کا نشان سونے کا بنا ہوا عصا لیے بیٹھا تھا بائیں طرف ریشمی راسن کی ملکہ قیمتی موتیوں سے جڑا تاج پہنے بیٹھی تھی۔

ناگ ڈاکوؤں کو لے کر حبشی غلاموں کے ساتھ دربار میں داخل ہوا۔ اور کہا

یہ چور تیرا وہ خزانہ چرانے آئے ہیں جس کی حفاظت تو اور تیرے چھوٹے بھائی شمعون مقدس کی اولاد ہزاروں سال گزر جانے کے بعد آج بھی کر رہی ہے۔

فرعون کی آنکھوں سے قہر و غضب سے خون اتر آیا اور اس نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا

باغی کتے کیا تجھے اسی وقت انجام سے باخبر نہیں کر دیا گیا تھا جب تو نے میری نسل کے ایک فرزند کو قتل کر کے یہ نقشہ حاصل کر لیا تھا۔ اور اس آندھی سے جو صرف ہمارے ہی غیض و غضب کا نشان تھی ایک ریت کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹیلے میں دفن تھا لیکن اس کے باوجود تو نے
ناگ کو جادو سے محصور کر لیا اور غلام
بنا کر یہاں تک پہنچ گیا۔ تو نے بہت محنت
کی ہے میں تجھے اس خزانے کی جھلک ضرور دکھاؤں
گا۔ اور اس کے بعد تیری سزا کا فیصلہ سنا دیا
جائے گا۔ اور اس تہ خانے میں انسانی ڈھانچوں
کا اضافہ ہو جائے گا۔
ناگ بیٹے! ان لالچی کتوں کو اپنے غلاموں کی
معیت میں یہاں سے خزانے کی طرف لے جا
اور انہیں یہیں دراس کی آٹھ پشتوں کا جمع شدہ
ہوا خزانہ دکھا دا۔ تاکہ مرنے سے پہلے ان کے
دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے۔
ناگ ان ڈاکوؤں کو مختلف راستوں سے لے کر
ایک بڑے ہال میں پہنچا۔ جہاں بہت بڑے
بڑے صندوقوں میں ہیرے جواہرات پڑے تھے
جگہ جگہ سونے کی اینٹوں کے ڈھیر تھے۔ ڈاکوؤں
کی آنکھیں اتنا بڑا خزانہ دیکھ کر حیرت سے پھٹی رہ
گئیں۔ کیوں کہ لاکھوں اور کروڑوں ہیرے اور
موتیوں میں صرف ایک ہیرے کی قیمت اتنی تھی

کہ اس سے ایک شہر تعمیر کیا جا سکتا تھا۔ سونے
کی اینٹوں کا تو شمار ہی مشکل تھا۔
لاہوت کے دل میں ایک ہوک اٹھی اور
اس نے ناگ سے کہا کہ تو نے ہمارا نمک کھایا
ہے ایک دفعہ تو ہمارے ہاتھ کھول دے
ہم اس خزانے کو لے جا تو نہیں سکتے" مگر اسے
دونوں ہاتھوں سے لٹا کر تو حسرت پوری کر لیں۔
ناگ نے حکم دیا کہ ان سب کے ہاتھ کھول
دو۔
غلاموں نے سب کے ہاتھ کھول دیئے۔
لاہوت اور ساتھیوں نے دونوں ہاتھوں سے
ہیرے اور جواہرات بھر بھر کر مٹھیاں اٹھائیں جن
سے یہ جواہرات ہر طرف بکھر گئے۔ چند ایک نے
تو چرا کر اپنی جیبوں میں بھی ڈال لئے۔ جسے ناگ
نے دیکھ لیا اور مسکرا کر کہا یہ دولت تمہارے
کام نہیں آ سکے گی۔ چوری کر کے کیا کرو گے
کہ تم اسے لے کر یہاں سے باہر چلے جاؤ گے
پھر لاہوت سے کہا۔ یاد ہے سردار! میں نے
ابتداد ہی میں تجھے منع کیا تھا کہ فرعونوں کی ان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دولت کو حاصل کرنا ممکن نہیں لیکن تو نے میری بات نہیں مانی تھی - اب اس غلطی کی سزا تیرا پورا قافلہ بھگتے گا۔ لے چلو انہیں واپس ناگ نے غلاموں سے کہا۔ اور حبشی غلاموں نے انہیں پھر بکریوں کی طرح سے ہانک دیا۔

وہ دوبارہ دربار میں پیش ہوئے تب فرعون نے انہیں حکم دیا کہ غلاموں اپنے وحشی اور جنگلی منہ زور گھوڑے لے کر دوبارہ حاضر ہو جاؤ ایک بڑے دروازے سے حبشی غلام دس بارہ نہایت ہی منہ زور اور وحشی گھوڑوں کو لے کر حاضر ہوئے جن کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے تھے اور منہ سے جھاگ نکل رہی تھی - اور بار بار الف ہو جاتے تھے۔

فرعون نے دوسرا حکم صادر کیا ان لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے جکڑ دو اور ان گھوڑوں کی گردنوں میں دو زنجیریں باندھ دو پھر ان گھوڑوں کو مختلف سمت میں کوڑے مار کر آزاد کر دو غلاموں نے ڈاکوؤں کے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے باندھ دیئے اور ان زنجیروں کو مختلف گھوڑوں کے

گلے میں باندھ دیا گیا کسی کے پاؤں کسی گھوڑے
اور دونوں ہاتھ کسی دوسرے کی زنجیر سے بندھے تھے
کسی کا سر ایک گھوڑے کی زنجیر میں اور ٹانگیں کسی دوسر
کی زنجیر سے باندھ دی گئیں۔

لاہوت نے تھیلے میں پڑے ہوئے گنجاول کے
سر کو دیکھ کر کہا۔ گرو جی بچا لو۔ لیکن سر سے آواز آئی
لاہوت میں نے پہلے ہی کہا تھا یہاں میرا طلسم کام
کر سکتا۔ سر تھیلے سے آسمان کی طرف اڑ گیا۔

پھر غلاموں نے کوڑے ہاتھوں میں لئے اور اشارے
کے منتظر ہو کر فرعون کی طرف دیکھنے لگے۔ فرعون
نے اشارہ کیا وحشی گھوڑوں کی ننگی پیٹھوں پر حبشیوں
کے کوڑے لہرائے اور مختلف سمتوں میں وہ گھوڑے
ان کے جسموں کے ٹکڑے لئے ہوا ہو گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھنڈرات کی بدروحیں

کالے دیو اور عنبر کو پتھر بنانے کے بعد اندر کا دربار رقص و موسیقی کا گہوارہ بنا رہا ایک سے ایک اعلیٰ ذات اور خوبصورت پری آتی اپنے رقص و نغمے کا مظاہرہ کرتی اور اندر سبھا سے انعام و اکرام جھولیاں بھر کے لے جاتی۔ خدا خدا کر کے یہ سبھا ختم ہوئی۔ ایک بار پھر دیو اور پریاں الوداعی سلام کے لیئے راجہ اندر کے سامنے حاضر ہوئیں۔ نیلم کی جب باری آئی تو اندر کو اپنا وعدہ یاد آ گیا اور اس نے کہا۔

نیلم تم نے ہم سے دربار برخواست ہونے پر انعام لینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب اپنی خواہش بیان کرو۔

نیلم نے کہا جاں کی امان پاؤں تو کہوں

اندر نے کہا ہم نے امان دی بیان کرو۔

نیلم نے کہا مہاراجہ مجھے انعام دینا ہی ہے تو وہ
آدم زاد عنبر عنایت کر دے۔

اندر کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اس نے ک
تو پری زاد ہو کر آدم زاد مانگتی ہے۔

نیلم نے کہا ہاں راجہ۔

اندر نے کہا تو ہوش میں ہے کیا تجھے ہمارے قانو
کے متعلق علم نہیں کہ ہم اس جرم پر ایسی پری کو
بے خانماں کر کے اس کے لیئے پرستان کا داخلہ
بند کر دیتے ہیں۔ پری زاد ہو کر محبت اور پیار
آدم زاد سے۔

نیلم نے کہا مہاراجہ میں عنبر سے پیار ضرور کرتی ہو
لیکن جو پیار ایک بہن کا بھائی کے لیئے ہوتا ہ
وہی پیار مجھے اس سے ہے۔

راجہ اندر نے کہا ٹھیک ہے ہم اسے پھر انسان بنا
دیتے ہیں لیکن اب وہ کبھی پرستان میں داخل نہیں ہو سک
اور نہ ہی تم یہاں سے باہر جا کر اسے مل سکتی
ہو۔

نیلم نے کہا مجھے منظور ہے۔

اندر نے ہاتھ کا اشارہ کیا عنبر پتھر کے روپ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

واپس آ گیا پھر دوسرے اشارے پر وہ انسان بن گیا۔ تب اندر نے کہا اے آدم زاد نیلم پری کا مشکور ہو جس نے تجھے پھر انسان بنوا دیا ورنہ ساری زندگی سنگ راہ بن کر ٹھوکریں کھاتا رہتا۔ پھر اندر نے سفید دیو کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ دیو حاضر ہوا تو اندر نے کہا اس آدم زاد کو پرستان کی حدوں سے دور چھوڑ آ۔

سفید دیو اندر کے سامنے جھکا اور اس نے اپنے کاندھے پر عنبر کو بٹھا لیا اور دربار سے اُڑ گیا۔ عنبر اس کے کندھے پر بیٹھا تھا سفید دیو آسمان پر اڑ رہا تھا۔ ہوا کے زور سے عنبر کو بیٹھنا دشوار ہو رہا تھا۔ آخر مجبور ہو کر اس نے دیو کی لمبی چوٹی پکڑ لی اب سفید دیو نے عنبر سے کہا۔

اے آدم زاد! میں اپنا تعارف تجھ سے کروا دوں تو بہتر ہے میں کالے دیو کا چچیرا بھائی ہوں جسے تیری وجہ سے پتھر میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ مجھے اندر کا حکم ہے کہ تجھے پرستان کی سرحدوں سے دور چھوڑ آؤں میرا بس چلتا تو تجھے کچا ہی چبا جاتا لیکن میں اندر کے عتاب کا نشانہ نہیں بننا چاہتا

لیکن اپنے بھائی کالے دیو کا بدلہ ضرور لوں گا اور وہ یہ ہے کہ میں تجھے ایسے کھنڈر میں چھوڑ کر آؤں گا جو بد روحوں کا مسکن ہے اپنے آپ کھنڈر کی بد روحیں تیری بوٹیاں کھا جائیں گی۔

عنبر نے کہا بھائی سفید دیو تمہارے بھائی کو راجہ اندر کی نافرمانی کی سزا ملی ہے اس میں میرا کوئی قصور نہیں اس کے باوجود بھی میں تمہیں انتقام لینے سے نہیں روکوں گا۔ میں نے بند کلی جیسی معصوم کو اس کے پنجے سے چھڑا کر نیکی کی ہے۔

سفید دیو نے کہا میں تمہیں اس کا صلہ ضرور دوں گا اور تمہیں کھنڈر کے اندھے کنوئیں میں ڈال دوں گا جو بد روحوں کا مسکن ہے۔ سفید دیو نے زمین کی طرف نگاہ کی اور کہا عنبر لو بد روحوں کا کھنڈر آ گیا ہے۔ میں زمین پر اتر رہا ہوں عنبر نے بھی زمین پر دیکھا ایک بہت وسیع و عریض قلعے کے کھنڈرات دور تک پھیلے ہوئے تھے دیو نے کہا اس قلعے کو کوروں نے بنوایا تھا پھر جب دنیا کی پہلی سب سے بڑی جنگ ہوئی جو کوروں اور پانڈوں کے درمیان تھی اور جس میں دنیا کی ہر طاقت نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک یا دوسرے کی طرف سے حصہ لیا تھا۔ یہ قلعہ بھی تباہ ہو گیا یہاں سینکڑوں لوگ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے تھے۔ جو آج بھی ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود بد روحیں بن کر یہاں بھٹک رہے ہیں۔ وہ آج بھی اپنے آپ کو میدان جنگ میں سمجھتے ہیں ہر زندہ انسان کو اذیتیں دے دے کر مار ڈالتے ہیں۔ پھر سفید دیو تیزی سے ایک بڑے ٹوٹے پھوٹے کنویں کے پاس اتر گیا ہاتھ بڑھا کر عنبر کو اپنے کاندھے سے پکڑا اور اسے اس کنویں میں پھینک دیا اور خود اڑ کر چلا گیا۔

عنبر کنویں میں کتنی ہی دیر گرتا چلا گیا اندر بالکل اندھیرا تھا۔ پھر کافی دیر کے بعد اس کے پاؤں انسانی ہڈیوں کے ڈھانچوں پر پڑے جو چیخ گئیں عنبر کا بدبو کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا خدا جانے یہ کنواں اور کتنا گہرا تھا۔ جہاں عنبر گرا وہاں تک تو انسانی ہڈیوں سے پُر تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ مردہ انسانوں کو اٹھا اٹھا کر ان کی لاشوں سے اس کنویں کو پاٹا گیا ہو گا۔ پھر جب انسانی گوشت

گل سڑ گیا تو ہڈیوں کے ڈھانچے صرف پیچھے تک رہ گئے۔

عنبر کے پاس نرالا دیوی کا موتی بھی نہیں تھا وہ بھی کہیں کھو چکا تھا اب وہ باہر نکلنے کی تدبیر سوچنے لگا۔ ان کھنڈرات میں درخت کثرت سے اُگے ہوئے تھے اور ان پہ لنگوروں کی کافی تعداد موجود تھی۔ اس ویرانے میں لنگوروں کی تعداد دیکھ کر عنبر کو یہ غیر فطری سی بات معلوم ہو رہی تھی۔ جو درختوں پہ اچھلتے کودتے پھر رہے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کھنڈرات میں اُگے ہوئے درختوں سے کچھ پھل دار درخت بھی ہوں جن کی وجہ سے یہ لنگور اپنی کئی گز لمبی دمیں کوڑوں کی طرح لہراتے پھل کھاتے پھرتے ہوں۔

عنبر ایک دفعہ پھر سوچ میں پڑ گیا کہ یہاں سے رہائی کیسے ممکن ہو۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک لنگور کا بچہ جو قریب ہی درخت پہ بیٹھا تھا اور دوسرے بچے سے کھیل رہا تھا۔ ایک ٹہنی سمیت ہی کنوئیں میں آ گرا اس کی چیخ و پکار سن کر کئی لنگور درختوں سے کود کر کنوئیں کی منڈیر پہ آ گئے۔ اندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بچہ اپنے ماں باپ کو دیکھ کر چیخیں مار رہا تھا کہ مجھے یہاں سے نکالو۔

عنبر ایک ڈھانپے کے پیچھے چھپ گیا۔ لنگور اور بندر بے پناہ عقل مند جانور ہے۔ ایک بڑا لنگور منڈیر پہ آیا اور اس نے اپنی لمبی دم کوئیں میں لٹکا دی اور درخت کے تنے کو مضبوطی سے پکڑ لیا اب دوسرا لنگور آیا تو وہ اس کی دم پکڑ کر کوئیں میں اتر گیا جہاں پہلے کی دم ختم ہوتی تھی وہاں رک کر اس نے اپنی دم نیچے لٹکا دی عنبر کی سمجھ میں آگیا کہ یہ اسی طرح اپنی دم بچے تک پہنچائیں گے۔ اور پھر اسے باہر نکال لیں گے پھر وہی ہوا جو عنبر کا خیال تھا۔ چار پانچ لنگور جب ایک دوسرے کی دمیں پکڑے لٹک لٹک کر اترتے گئے بالآخر پانچویں کی دم بچے تک پہنچ گئی۔ جب کہ اوپر والے لنگور نے مضبوطی سے درخت کے تنے کو پکڑ رکھا تھا اب بچے نے جلدی سے لنگور کی دم پکڑ لی اور اسی طرح جیسے وہ ایک دوسرے کی دم پکڑ نیچے آئے تھے اوپر چڑھنے لگے۔ پھر عنبر نے غنیمت جان

کر چھلانگ لگائی اور بچے کی دم سے لٹک گیا بچہ چیخنے لگا لیکن لنگور مجبور تھے وہ بچے کو چھوڑنا نہ چاہتے تھے اور نہ ہی بچہ اپنے سے اوپر والے کی دم چھوڑ رہا تھا۔ پھر اسی طر ایک ایک کر کے لنگور نیچے اترتے گئے اور بچ کے پیچھے ہی عنبر باہر آگیا۔ اب لنگور عنبر پر غرا اور ایک بڑے لنگور نے سزا کے طور پہ عنبر پر چھلانگ بھی لگا دی لیکن عنبر نے اٹھا کر اسے زمین پر دے مارا۔ سب لنگور انسان میں ات طاقت دیکھ کر اور اپنے ساتھی کا انجام دیکھ کر جس کی کمر ٹوٹ گئی تھی بھاگ کر درختو پر چڑھ گئے۔ اور اوپر سے پھل توڑ توڑ کر عنب کو مارنے لگے۔ اگر کوئی بھوکا انسان ہوتا تو اس کے لئے یہ بڑا غنیمت موقع تھا۔ لیکن عنبر کے لئے یہ پھلوں کا ڈھیر تو بیکار تھا۔ اسے تو کبھی بھوک کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔ عنبر ایک بڑے درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا نیند تو اسے آتی ہی نہیں تھی۔ لیکن لنگوروں کا رد عمل دیکھنے کے لئے اس نے آنکھیں بند کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیں تھوڑی دیر کے بعد پھل درختوں سے برسنے
بند ہو گئے۔
عنبر نے حیران ہو کر تھوڑی سی آنکھ کھول کے
دیکھا، تمام درختوں سے لنگور چپ چاپ کے نیچے
اتر رہے تھے۔ عنبر مسکرانے لگا اور وہ سمجھ گیا
یہ کوئی نیا سازش کا جال اس کے گرد بننا چاہتے
ہیں۔ ایک ایک کر کے لنگور درختوں سے اترتے
رہے۔ اور بالآخر انہوں نے عنبر کے گرد ایک
دائرہ سا بنا لیا۔ عنبر یہ سب کچھ چپ چاپ
دیکھ رہا تھا۔ پھر انہیں ایک عجیب ہی حرکت
سوجھی لنگوروں نے اپنی لمبی لمبی دمیں ہاتھ میں
پکڑیں اور ہنٹروں کی طرح عنبر پر برسانے لگے عنبر
کو ان کی حماقت پر بڑی ہنسی آئی۔ جوں ہی پہلے
لنگور نے اپنی دم گھما کر عنبر پر ماری اس کے منہ
سے چیخ نکل گئی اسے احساس ہوا کہ دم گوشت
پر نہیں کسی پتھر پر جا لگی ہے، اور وہ دبی دبی چیخوں
کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ گیا اس کے بعد دوسرے
اور پھر تیسرے کے ساتھ بھی وہی حشر ہوا۔ پھر ایک
دوسرے سے غراہٹوں میں تبادلہ خیال ہوا اور لنگور

پھر درختوں پر چڑھ کر غائب ہو گئے ان کا بڑا
ساتھی اب بھی زمین پر پڑا تھا۔ جس کی کمر ٹوٹ گئی
تھی۔ اس کی غراہٹوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ
سخت تکلیف میں مبتلا ہے۔ لنگوروں سے پیچھا
چھوٹا تو عنبر اب سوچنے لگا اسے کس سمت روانہ
ہونا چاہیئے ناگ اور ماریا کے متعلق اسے کچھ
علم نہیں تھا۔ کہ وہ کس ملک میں موجود ہیں۔
انہی سوچوں میں سورج غروب ہو گیا اب عنبر
نے فیصلہ کر لیا کہ رات اسے یہیں گزارنی پڑے
گی۔ کیوں کہ رات کے اندھیرے میں سفر
کرنا مشکل تھا آج کل راتیں بھی اندھیری ہی
تھیں۔ اور چاند کا آسمان پر کچھ پتہ ہی نہیں تھا
رات کے پچھلے پہر کہیں جا کر طلوع ہوتا تھا۔
لیکن آج کل تو ویسے بھی آسمان پر کالے بادل
چھائے ہوئے تھے۔ آثار سے ظاہر ہوتا تھا کہ
بارش ہو گی۔ ایسے وقت میں کھنڈر کی چھت کے
نیچے اسے پناہ بھی مل سکتی تھی۔ یہی سوچ کر وہ
کنوئیں کے سامنے کھنڈر کی ایک شکستہ عمارت
کے نیچے چلا گیا۔ فرش پتھر کا بنا ہوا تھا لہذا عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے اسے صاف کیا اور اپنے بیٹھنے کے لیے جگہ بنا لی۔ اب ہر طرف اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ کالے بادلوں کے ساتھ ساتھ آسمان پر وقفے وقفے سے بجلی چمکنا بھی شروع ہو گئی تھی۔ جس کی روشنی میں یہ قدیم کھنڈرات نہایت بھیانک معلوم ہوتے۔ لیکن ڈر خوف تو صرف عام انسانوں کے لیے ہوتا ہے تو تو عنبر تھا۔

رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی اور وقفے وقفے سے بارش بھی ہو رہی تھی۔ ٹھیک آدھی رات کے وقت، عنبر نے بجلی چمکی تو روشنی میں دیکھا کنوئیں سے ایک ڈھانچہ باہر نکل رہا ہے اور چیخ و پکار کی ڈراؤنی آوازیں آنا شروع ہو گئیں پھر ان ڈھانچوں پر گوشت کی آمیزش ہونے لگی اور وہ عہد قدیم کے زندہ انسانوں میں تبدیل ہو گئے مع لباس اور ہتھیاروں کے اس کی حیرت میں اور بھی اضافہ یہ دیکھ کر ہوا کہ قلعے کا کھنڈر اپنی اصلی حالت میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا ہے۔ ساتھ ساتھ شور و غل اور چیخوں کی آوازیں پس منظر میں متواتر بڑھتی جا

تھیں۔ قلعے میں دیا نما برتنوں میں چربی کے چراغ جل رہے تھے۔ اور نوجوان تلواریں سونتے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ پھر تو قیامت کا رن پڑا جنگ کے طبل پر چوٹ پڑی اور فضا میں سنکھ کی آواز گونج گئی۔ ہتھیار ٹکرائے اور زخمیوں کی چیخ و پکار سے کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

عنبر کو یاد آگیا سفید دیو نے اسے بتایا تھا۔ کہ یہ کورو پانڈو کے زمانے کا قلعہ ہے جو جنگ سے تباہ ہو گیا تھا اس نے سوچا کہ وہ کورو پانڈو کی جنگ کا منظر دیکھ رہا ہے یہ کیا اس نے حیرت سے اپنے جسم کی طرف دیکھا کپڑوں پر نگاہ کی۔ یہ تو کوئی شاہی پوشاک تھی اور وہ ایک نہایت ہی آراستہ قسم کے کمرہ میں ایک تنشین اور اعلیٰ قسم کے پلنگ پر بیٹھا تھا پھر سامنے کا دروازہ کھلا اور ایک نہایت ہی حسین اور خوب صورت ہندو شہزادیوں والے لباس میں داخل ہوئی جو سونے کے گہنوں سے آراستہ سولہ سنگھار کئے ہوئے تھی اس کی مانگ میں سیندور تھا اور ماتھے پر بندیا چمک رہی تھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے ہاتھ میں ایک چاندی کی تھالی تھی جس میں کئی چھوٹے چھوٹے دیئے روشن تھے۔ اور اس کے پیچھے دس بارہ داسیاں تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں بھی تھالیوں میں دیئے جل رہے تھے۔

راج کماری آگے بڑھی عنبر اٹھ کر کھڑا ہو گیا یاالٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ کئی ہزار پیچھے تاریخ کے ابتدائی دور میں پہنچ گیا۔

راج کماری نے آرتی اتاری یہ رسم ہے ہندو عورتیں ان چراغوں والی تھالیوں کو بھگوان کے سامنے یا اپنے خاوند کے سامنے ان کو دائرہ میں گھماتی ہیں کیوں کہ ان کے عقیدے کے مطابق خاوند بھی بیوی کا بھگوان ہی ہوتا ہے جیسے مسلمانوں میں خاوند کو مجازی خدا کہا جاتا ہے۔

آرتی اتارنے کی رسم تمام ہی داسیوں نے بھی کی پھر ایک داسی آگے بڑھی سونے کی ایک کٹوری میں سرخ رنگ کی کوئی سیال سی چیز تھی۔

راج کماری نے اپنے انگوٹھے کو اس میں بھگو کر عنبر کے ماتھے پر ٹیکہ لگایا۔

عنبر حیرانی سے یہ سب دیکھ رہا تھا بول اس

لئے نہیں رہا تھا کہ وہ بار بار ایسے دوروں سے گزرے تھے اور ان کے لئے یہ کوئی نئی چیز نہ تھی پھر ایک اور داسی تیر کمان اور تلوار لئے آگے بڑھی راج کماری نے اپنے ہاتھوں سے عنبر کی کمر میں تلوار باندھی اور کمان دیئے اور پہلی بار عنبر کو مخاطب کیا۔

میرے سوامی میرے ارجن جس طرح سوئمبر میں دروپدی کی لاج رکھی تھی اسی طرح رنگ بھومی میں بھی دشمن کو بتا دینا تم ارجن ہو جس کی بان اٹھ جائے تو دھرتی اور آکاش کا کلیجہ کانپ جاتا ہے پھر جھک کر اس نے عنبر کے قدم چوم لئے۔

اب عنبر کی سمجھ میں آیا کہ وہ تاریخ کی مشہور شخصیت پانڈوں کا بھائی ارجن ہے مانا ہوا تیر انداز ہے دروازہ کھلا اور اس کے بقایا بھائی بھی ہتھیاروں سے لیس داخل ہوئے۔ دھرویودھن، یدھشٹر، بھیم وہ اس سے بڑے تھے۔ آگے بڑھے اور انہوں نے کہا ارجن دیر مت کرو سوکورو ہمارے تایا زاد بھائی موت بن کر ہمارے مقابلے میں آ گئے ہیں ہستناپور کی راجدھانی کو ہم نے ان کے خون سے ہی پاک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنا ہے یہ وہ جنگ ہے جس میں زمین کے انسانوں کے ساتھ ساتھ آکاش سے دیوتا بھی اتر آئے ہیں ہمیں سری کرشن جی مہاراج کی حمایت بھی حاصل ہے اپنا دھان اٹھاؤ بھائی جنکی دھومیں آکاش پر بھی ہیں اور کوروں کا ناس کر دو۔

پھر عنبر ارجن کے بھیس میں اپنے چاروں بھائیوں کے ساتھ رنگ بھومی میں جانے کے لئے باہر نکلا دروازے تک درو پدی بھی چھوڑنے کے لئے آئی دروازے پر پانچ رتھ کھڑے تھے۔ پانچوں سوار ہو کر میدان جنگ میں پہنچ گئے۔ جہاں ان کے ساتھی کوروں اور ان کے حمائیتوں کے ساتھ برسر پیکار تھے تھوڑی دیر کے بعد عنبر یہ بھول گیا کہ وہ عنبر ہے اس کا خون کھول اٹھا۔ اور پھر قیامت کا رن پڑا زمین خون سے سرخ ہو گئی میدان لاشوں سے پٹ گیا۔ قلعے میں آگ لگ گئی ہر طرف زخمیوں کی چیخ و پکار ہتھیاروں کے ٹکرانے کا شور اور مرنے والوں کی چیخیں ہی گونج رہی تھیں۔

عنبر کے ہاتھ میں تلوار تھی جو دستے تک خون میں ڈوب گئی تھی۔ اس کے جسم پر بھی

معمولی زخم تھے اور اسی طرح اس کے پانچوں بھائی بھی زخموں سے چور اپنے تایا زاد بھائی سو کوروں کی میدان میں بکھری لاشوں کو رنج و غم سے دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے آخر بڑے بھائی دھریودھن نے میدان کار زار پر نگاہ کی اور آہ بھر کے کہا:

یہ تمام انھیں ہمارے اپنے ہی عزیزوں کی ہیں بکھری پڑی ہیں لاشیں۔ کوروں تم نے ہستناپور کی حکومت کے لالچ میں انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ کر تلوار نہ پکڑ لی ہوتی۔ تم نے ہمیں مجبور کر دیا کہ اپنی عزت بچانے کے لئے تم سے جنگ کریں تمہاری طرح لوبھ و لالچ کی بھینٹ تمہاری زندگی بھی چڑھ گئیں اور تمام رشتہ دار بھی۔ ارجن بھیم اس بھری دنیا میں ہم صرف پانچوں بھائی ہی بچے ہیں اپنے عزیزوں کی لاشوں پر ماتم کرنے کے لئے ان کے بنا ہم جی کر کریں گے بھی کیا۔ آہٹ کی آواز سن کر انہوں نے دیکھا کہ ایک رتھ سرپٹ ادھر ہی آ رہا ہے۔ جس میں راج کماری درو پدی تنہا موجود تھی۔ اتر کر اس نے پانچوں کے چرن چھونے اور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہا بھگوان کی کرپا ہے میں آپ پانچوں کو زندہ سلامت دیکھ رہی ہوں۔

ارجن نے بڑھ کر کہا اصل میں تو ہماری روحیں اپنے بزرگوں اور رشتہ داروں کے ساتھ ہی مر گئی ہیں شریر باقی ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں آؤ ہم سب بھی ان لوگوں سے جا ملیں جن کی تلواریں تو ہماری کاٹ نہ کر سکیں لیکن ان کی موت سے ہمارے دل ضرور کٹ گئے ہیں۔

یدھشٹر نے کہا ارجن ٹھیک کہہ رہا ہے۔ دروپدی اپنے عزیزوں اور بزرگوں کے بغیر جی کر کیا کریں گے۔ آؤ سب مل کر پہاڑ کی اس چوٹی سے چھلانگ لگا دیں۔

سب نے کہا ٹھیک ہے پھر وہ پانچوں بھائی اور دروپدی مل کر چوٹی پر پہنچ گئے اور سب نے ایک ساتھ چھلانگ دی۔

بجلی زور سے چمکی اور عنبر کو ہوش آگیا آسمان سے سورج کی پہلی کرن نے زمین کے قدم چومے اب عنبر کے سامنے وہی کھنڈر تھا اور وہی لباس جو اس نے پہن رکھا تھا وہ خدا کا شکر ادا کر

رہا تھا کہ تاریخ کے ۔ دور سے جلد چھٹکارا ہو گیا ورنہ نہ جانے کب تک ارجن بن کر رہنا پڑتا۔

اب دھوپ تمام کھنڈر میں پھیل چکی تھی عن نے چلنے کی تیاری کی وہ اٹھا اور کھنڈر سے با نکل آیا۔ لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ ان کے سامنے ان لنگوروں اور بندروں کے جد امجد ہنومان کندھے پر کئی من کا پتھر رکھے مع لنگوروں کے کھڑے تھے۔

عنبر کو نفرت سے دیکھ کر ہنومان نے کہا اس لاش کو پہچانتے ہو۔

عنبر نے دیکھا اسی لنگور کی لاش ہنومان کے قدموں میں پڑی تھی۔ جسے اس نے اٹھا کر زمین پر دے مارا تھا۔ اور کہا کہ اس کا قصور بھی کوئی تھا شرارت تم نے ہی کی تھی کہ ان کی ڈمیں پکڑ کر کوئیں سے باہر آئے

عنبر نے کہا کہ میرے پاس اس کے سوا کوئی اور راستہ نہ تھا۔

ہنومان نے گرج کر کہا اس نے ان غریبوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گویا غرض ہے کہ تمہارے پاس کوئی اور راستہ نہ تھا۔ تم نے شرارت کی اور جب اس کا جواب دینے کے لئے اس غریب نے تم پر حملہ کیا تو تم نے اس زور سے اسے زمین پر دے مارا کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا اس کا خون تمہاری گردن پر ہے۔ یہ لوگ اپنے راجا کے پاس فریاد لے کر آئے ہیں۔ ذاتی طور پر میری رائے تمہارے حق میں ہے تم اچھے انسان ہو اور دوسروں کی مدد کرتے ہو لیکن انصاف کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور وہ ازل سے یہی ہے کہ خون کا بدلہ خون ہے۔ اپنے آپ کو ان لوگوں کے حوالے کر دو وہ اپنی مرضی کا انتقام تم سے لینا چاہتے ہیں۔

عنبر نے کہا ہنو مان جی! میرے جیتے جی تو یہ ممکن نہیں ہے۔ ہاں اگر ان میں ہمت ہے تو بدلہ لے لیں ورنہ تقدیر کا فیصلہ سمجھ کر صبر کر لیں کہ بنا آئی کسی کی موت نہیں آ سکتی۔

ہنو مان نے کہا یہ ان کے سمجھ کی بات نہیں اور میں مجبور ہوں۔

عنبر نے کہا تو پھر میں میدان میں کھڑا ہوں۔ ہنومان جی! آپ ان سے کہیں کہ یہ بدلہ لے لیں ایسا لگتا ہے۔ اس پوری قوم پر بھی بُرا وقت آ گیا ہے۔

ہنو مان نے خوفناک قہقہہ لگایا اور کہا یہ تمہاری بھول ہے عنبر۔ میں اس قوم کا راجا ہوں اور مجھے بھی تم ان میں سے ایک سمجھ لو اور پھر بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے۔

عنبر نے کہا میں نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا ہے۔ یہی میرا قصور ہے اب اگر زبردستی میرے پلّے پڑ ہی جاتی ہے تو میرے مجبوری ہے۔ لیکن پہل میں نہیں آپ ہی گے۔

ہنو مان نے کہا بہت گھمنڈ ہے اپنی طاقت پر جو رام کے داس کے منہ آ رہے ہو۔ جانتے ہو نہ جسمانی طاقت میں تم مجھ سے ہو اور نہ ہی کوئی منتر اور جاپ تمہارے ہے میں جانتا ہوں کہ موت تمہیں نہیں آ لیکن تمہارے شریر کو ناکارہ تو کیا جا سکتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہاری کمر بھی توڑی جا سکتی ہے۔

عنبر نے کہا میں آپ کا ہاتھ نہیں روکوں گا اب یا تو مجھے یہاں سے چلے جانے دیں یا یہ بتائیں کہ پہلے مجھے آپ کی رعایا سے مقابلہ کرنا ہوگا یا آپ مجھ پر وار کریں گے۔

ہنومان نے قہقہہ لگایا اور کہا نادان چھوکرے راجا کے ہوتے ہوئے پرجا کو کیا حق ہے کہ وہ دشمن سے بدلہ لے۔ پہلا وار میں کروں گا تمہارا شریر بھی اس کھنڈر کی بد روحوں میں اضافہ کرے گا۔

پھر اس نے دو دھاری تلوار جو تین گز لمبی اور ایک فٹ چوڑی تھی۔ اور جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ جسے ہنومان نے فضا میں زور سے لہرایا اور پوری طاقت سے پاس کھڑے درخت پر وار کیا جو موٹا اور تناور تھا۔ تلوار اس کے تنے میں سے اس طرح گزر گئی۔ جیسے مولی یا گاجر سے تیز دھار چھری کاٹ کرتی نکل جاتی ہے۔ بلاشبہ ہنومان نے تلوار کی تیزی کے ساتھ ساتھ بازوؤں کی طاقت کا

بھی مظاہرہ کیا تھا پھر اس نے فخر اور غرور سے عنبر کی طرف دیکھا تلوار پھر فضا میں لہرائی لیکن اب نشانہ کوئی درخت نہیں بلکہ عنبر کی گردن تھی لیکن ایک جھناکے کے ساتھ تلوار کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پاس کھڑے ہوئے لنگور کھسیا کر رہ گئے۔ ہنومان نے حیرت سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا آخر کس چیز کے بنے ہوئے ہو لڑکے۔

ہنومان کے بازوؤں میں شکتی میں کمی آ گئی تھی یا تم ہی فولاد سے ڈھال کر نکالے گئے ہو میں تیرے شریر کی شکتی بھی دیکھوں گا۔

عنبر نے طنز کی کیوں تکلیف کرتے ہو مہاراج یہ لنکا نہیں ایک غریب کا شریر ہے

ہنومان نے کہا ہم پر چوٹ کرتے ہو۔ تیار ہو جاؤ پھر ہنومان آگے بڑھا اور پہلوانوں کی طرح سے زور آزمائی شروع ہو گئی جو کشتی کی شکل میں تھی۔

دونوں طرف سے برابر کا زور لگنے لگا عنبر کے ماتھے پر پسینہ آ گیا بلاشبہ ہنومان کے ہاتھوں میں ہاتھیوں کا بل تھا۔ دوسری طرف ہنومان بھی محسوس کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

رہا تھا کہ اس نے فولاد کے کسی مجسمے کی باہوں میں باہیں ڈال دی ہیں۔ کئی دفعہ ہنومان نے داؤ پر لا کر عنبر کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ لیکن پتھر زمین پر گرے تو چوٹ زمین ہی کو لگتی ہے۔ پتھر کو نہیں۔ اور کئی مقام ایسے بھی آئے کہ عنبر نے ہنومان کو سر سے بھی اونچا اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ ایک دھماکہ ہوا اور زمین وزن سے اندر دھنس گئی۔ لیکن ہنومان مسکراتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

لنگور حیرت سے اس مقابلے کو اور عنبر کو دیکھ رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ کیا انسان میں اتنی طاقت ہو سکتی ہے کہ وہ دیوتاؤں کا مقابلہ کرے۔

یہ جسمانی مقابلہ کئی گھنٹے جاری رہا دونوں پسینے سے شرابور ہو چکے تھے۔ اور ہانپ رہے تھے آخر ہنومان نے ہی ہاتھ روک لئے اور تعریف کرتے ہوئے کہا لڑکے میرے مقابلے میں دس ہاتھی بھی ہوتے تو گر جاتے تیرے حوصلے اور تیری طاقت کی داد نہ دینا انیائے ہو گا میں نے مان لیا شریر

کی طاقت میں تو میرے بس میں نہ تھا لیکن اب میں جادو کی طاقت تجھ پر آزماؤں گا۔

ہنومان نے اپنے ہاتھ کا اشارہ کیا اور آسمان سے سانپوں کی بارش ہو گئی وہ سب عنبر کی طرف بڑھے اور اپنے آقا ناگ کی بو اس میں سے آتی دیکھ کر اپنے پھن اس کے سامنے جھکا دیئے اور سلام کیا۔ اور کہا

ہمارے آقا کے بھائی ہم نے تجھے پہچان لیا ہے۔ یہ پیغام ہوا کے دوش پر لہروں کی صورت میں دیا گیا۔ اور کہا ہماری قوم آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی ہم واپس جا رہے ہیں۔ سانپ واپس لوٹ گئے۔

ہنومان کے ماتھے پر بل پڑ گئے اس کا پہلا جادوئی حملہ ناکام ہو چکا تھا۔ اب اس نے دوسرے حملے کے لئے کچھ پڑھ کر پھونکا عنبر کے مقابلے کے لئے چار نہایت تنو مند ہاتھی نمودار ہوئے اور چاروں نے اپنی لمبی سونڈیں عنبر کے گرد لپیٹ کر اسے چیر ڈالنے کی کوشش کی۔ عنبر کو یاد آ گیا کہ اس کی انگلی میں پھول پری کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کی انگوٹھی موجود تھی پرستان میں تو اس کی طاقت ختم ہو گئی تھی لیکن یہاں تو کام آ سکتی تھی۔ اس نے انگوٹھی سے کہا۔

"پھول پری مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے"

پری کی آواز عنبر کے کانوں میں آئی فکر نہ کرو عنبر میں ہٹنا نہیں بندکی نے مجھے بتا دیا تھا اور میں اپنے دیو باپ اور بھائی کے ساتھ تمہاری تلاش میں نکلی تھی اور تمہیں یہاں دیکھ کر اتر آئی۔ تمہارے اندر تمہاری، میرے بھائی اور باپ تینوں کی طاقت یکجا ہو گئی ہے۔ ہاتھیوں کو زور آزمائی کر لینے دو ہنومان کا جادو بھی پورا ہو لینے دو۔

پھر ہنومان اور پوری قوم نے دیکھا باوجود پوری طاقت آزمائی کے وہ عنبر کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکے۔ اور عنبر کو چیر ڈالنے کی حسرت دل میں ہی رہی۔ پھر پھول پری اس کا باپ اور بھائی چیونٹیاں بن کر ہاتھیوں کی سونڈوں میں داخل ہو گئے۔ اور ہاتھی چنگھاڑتے ہوئے پاگل ہو کر جنگل کی طرف بھاگ گئے۔

ہنومان کے ماتھے پر پسینہ آ گیا اور تمام لنگور بھی

کانپ کر رہ گئے۔

عنبر نے ہنومان سے کہا اب بھی وقت ہے ہنومان جی میں آپ کی عزت کر رہا ہوں۔ میرا راستہ چھوڑ دیجیے آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

ہنومان نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے پاس جادو کی شکتی بھی موجود ہے۔ ورنہ ہنومان کا وار سہہ جانا انسان کے بس کی بات نہیں ایک آخری حربہ اور آزماؤں گا میں اس کھنڈر کی بد روحوں کو بلاؤں گا۔

ہنومان نے کچھ پڑھ کر ہوا میں پھونک ماری فضا چیخوں سے گونج گئی بجلیاں سی چمکنے لگیں اور زور زور سے زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے۔

پھول پری نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی گھبراؤ نہیں اس نے جادو کی ایک مشعل عنبر کو دے کر کہا جب تک اس کی آگ روشن ہے یہ بد روحیں تمہارے قریب نہیں آ سکتیں۔ تم اس آگ سے ان کے جسم جلا سکتے ہو۔

فضا میں چیخوں کے علاوہ اب جگہ جگہ سے شعلے بھی لپکنے شروع ہو گئے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہنومان نے مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھا۔ زمین و آسمان سے بد روحیں مختلف بھیانک جسموں اور شکلوں میں آنا شروع ہو گئیں کسی کے ہاتھ میں انسانی گردنیں لٹک رہی تھیں کوئی انسانی مغز چباتی چلی آ رہی تھی۔ کسی نے انسانی ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور اس سے گوشت نوچ نوچ کر کھا رہی تھی۔ اور کوئی انسانی ٹانگ چباتے چلی آ رہی تھی۔

بد روحیں اس طرح سے چیخ رہی تھیں جیسے بہت سی بلیاں مل کر رو رہی ہوں ان کی آمد سے ڈر کر درختوں پر لٹکتی ہوئی چمگادڑیں پھڑ پھڑا کر اڑنے لگی تھیں۔ جنہیں پکڑ پکڑ کر یہ بد روحیں مزے سے چبا ڈالتی تھیں۔ کئی ایک نے الّوؤں کو درختوں سے نوچ لیا تھا۔ اور ان کا مغز کھا رہی تھیں۔ ان کے خونی دانت خون میں بھیگے چمک رہے تھے زبانیں کئی فٹ باہر کتوں کی طرح لٹک رہی تھی۔ کسی کے سر پر سینگ تھے اور کسی کے ماتھے پر صرف ایک آنکھ تھی۔

انہوں نے عنبر کے گرد شیطانی رقص شروع کر دیا لیکن مشعل کو دیکھ کر قریب جانے کی ہمت نہیں

پڑتی تھی۔

ہنومان نے چیخ کر کہا کہ کمنڈر کی بد روحو تمہارا شکار تمہارے سامنے موجود ہے اس کا دل اور دماغ کھا جاؤ۔ بد روحیں آگے بڑھتیں اور مشعل کو دیکھ کر ڈر کر پیچھے ہٹ جاتیں۔

ہنومان نے یہ محسوس کر لیا کہ یہ مشعل کی آگ سے ڈر رہی ہیں۔ اس نے زور سے پھونک ماری اور مشعل کی آگ بجھ گئی۔

بد روحیں بھاگ کر عنبر کی طرف جھپٹیں لیکن پھول پری جو دور ہی کھڑی تھی اس نے مشعل پھر روشن کر دی۔ اور عنبر نے زیادہ قریب آئی ہوئی ایک بلا پر مشعل سے وار کیا جس کے جسم کو آگ لگ گئی اور وہ چیختی چنگھاڑتی ہوئی بھاگ گئی اس مقابلے میں سورج غروب ہونے کو آ گیا۔

ہنومان نے ایک منتر کا جاپ کیا کیونکہ اب وہ مشعل عنبر کے ہاتھ سے نکالنا چاہتا تھا۔ جس سے ڈر کر بد روحیں اس کے قریب نہ آ رہی تھیں۔ ہنومان نے ہوا میں پھونک ماری۔ ایک گدھ پھڑ پھڑاتا ہوا آیا اور مشعل کو عنبر کے ہاتھ سے نکال کر لے گیا اندھیرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ بد روحیں ایک دفعہ پھر عنبر پر جھپٹ پڑیں اور انہوں نے چاروں طرف سے عنبر کو گھیرے میں لے کر دبوچ لینا چاہا۔ ہنو مان خوش تھا کہ جب یہ بد روحیں ہٹیں گی تو عنبر کے جسم کے مختلف حصے ان کی خوراک بن چکے ہوں گے۔

ادھر پھول پری نے آرام سے ہی مکھی بنا کر عنبر کو بد روحوں کے گھیرے سے نکال لیا اور بد روحیں ایک دوسرے پر جھپٹ پڑیں اور اسی بات پر ان میں لڑائی ہو گئی۔ اور آپس میں چیر پھاڑ شروع ہو گئی۔

ہنو مان نے خوشی میں منتر پڑھ کے پھونکا۔

بد روحیں الگ ہٹ گئیں اور وہ حیران رہ گئی کہ عنبر وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ اور بد روحوں نے آپس میں ایک دوسرے کو پھاڑ کھایا تھا۔

عنبر کا قہقہہ سن کر ہنو مان نے دیکھا عنبر ایک طرف کھڑا مسکرا رہا تھا۔

ہنو مان کا خون کھول گیا۔

عنبر نے کہا ہنو مان جی! زندگی بڑی ہی ہے بدلہ ادھار رہا اس وقت نہیں پھر لے لینا تب تک

اپنی شکتی اور بڑھا لو۔ اور پھر ہنو مان نے غصے سے جواب دیا ٹھیک ہے عنبر یاد رکھنا بدلہ ادھار رہا یہ مقابلہ ایک دفعہ پھر ہو گا۔

عنبر نے جواب دیا تم مجھے ہر وقت اور ہر جگہ تیار پاؤ گے۔ پھول پری نے عنبر کا ہاتھ پکڑا اور اسے اڑا کر لے گئی۔

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا مینا بن گئی

پاتال کی تباہی کے بعد ماریا نے اپنے آپ کو ایک سرسبز میدان میں پایا جس کے چاروں طرف سیاہ رنگ کے پہاڑ تھے۔ وہ اس میدان کے باغات میں سیر کرتی ہوئی وسط میں پہنچ گئی۔ یہاں ایک جھیل کے کنارے کچھ پھل دار درخت موجود تھے۔ ماریا کو بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے درخت کی ٹہنی سے ایک پھل توڑ لیا۔ لیکن جوں ہی پھل ٹہنی سے جدا ہوا۔ ٹہنی سے خون رسنا شروع ہو گیا اور ایک سسکاری کی آواز اس کے کانوں میں آئی۔ جیسے کسی انسان کے جسم میں اچانک کوئی زخم لگ جائے۔ ماریا حیران رہ گئی اس نے پھل کو درمیان سے کاٹا تو اس میں پھل اور گودے کی بجائے ایک سیاہ رنگ کا بھنورا اڑ کر زمین پر گر پڑا اور اس نے ایک بھیانک دیو کی شکل اختیار کر لی۔ اس کی انگلی سے

خون ٹپک رہا تھا اور وہ غصے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ لیکن ماریا اسے نظر نہ آ رہی تھی۔ وہ پریشان تھا کہ پھل توڑنے والا کون ہے۔

تب اس نے دھاڑ کر کہا تم جو کوئی بھی ہو یہ مت بھولو ان پودوں میں بھی جان ہے تم نے پھل نہیں میرے جسم سے ایک انگلی جدا کر دی ہے۔ اور میں اس کے جواب میں تمہارے ہاتھ کی ایک انگلی ضرور کاٹوں گا۔

ماریا نے حیرانی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پھل کی طرف دیکھا اس کی بجائے ماریا کے ہاتھ میں ایک بلا کی انگلی تھی۔ جس کے ناخن چھرے کی طرح سے نوکیلے اور لمبے تھے اور ساری انگلی پر بال اُگے ہوئے تھے۔ اس نے گھبرا کر وہ انگلی زمین پر پھینک دی جوں ہی انگلی زمین پر گری اس دیو نما بلا کو نظر آ گئی۔ کیوں کہ وہ اب ماریا کے ہاتھ میں نہ تھی۔ بلا نے وہ انگلی اٹھا لی اور کہا گو کہ تم مجھے نظر نہیں آ رہیں لیکن میرے گرد کی طرف سے یہ پھل تمہیں سمجھانے کے لئے کافی ہے کہ جس طرح جنورا اس پھل میں قید ہے وہی حالت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہاری ہے تم سیاہ پہاڑوں میں قید ہو اور اس قید کی مدت کتنی ہے اسے میرا گروہ ہی بتائے گا تب پہلی بار ماریا نے اس سے سوال کیا۔

تمہارے گروہ کا کیا نام ہے؟ اور مجھ سے خوامخواہ اُلجھنے کا کیا جواز ہے؟ اس بلا نے قہقہہ لگایا اور کہا۔

میرے گروہ کا نام جبا طوش ہے جو شہنشاہ ظلمات کا خاص چیلا ہے۔ ایک پرانا قرض چکانے کے لئے تمہیں پاتال کی سلطنت کی تباہی کے بعد ہمارے گرو نے اپنی طاقت سے اپنی حکومت میں انگلستان بلایا ہے کیوں کہ یہاں ہمارے گرو کی حکومت ہے۔ یہاں تمہیں قید کیا گیا ہے تمہیں فرانس کے کونونٹ کا وہ مقدس اور شاہی قبرستان کا وہ تہہ خانہ تو ضرور یاد ہوگا۔ جبل طوس ہمارے گرو کا بڑا بھائی تھا اور اس کی موت کا انتقام لینے کے لئے جبا طوش تمہاری کافی عرصے سے تلاش میں تھا۔ اب وہ وقت آ گیا۔

ماریا نے کہا تمہارے گرو سے کہاں ملاقات ہو گی وہ پردے سے باہر کیوں نہیں آتا۔ تب اس بلا نے قہقہہ لگایا اور کہا۔

کسی وقت بھی تمہاری موت بن کر تمہارے سامنے ہوں گے۔ وہ اسی وقت تک تمہارے سامنے نہیں آ رہے جب تک تمہاری زندگی ہے اس کے بعد تمہیں موت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

ماریا نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا تم میری مدد نہیں کرو گے مجھے تو تم بہت اچھے لگ رہے ہو۔

بلا نما دیو نے کہا لڑکی میری بد صورتی پر طنز مت کر وہ وقت قریب ہی ہے کہ تیرے گوشت کا ذرہ ذرہ ہماری مقدس چمگادڑوں اور اُلوؤں کی خوراک ہوگا تمہارا دل اور دماغ ہمارا گروہ شہنشاہ ظلمات کی خدمت میں پیش کرے گا یہ جتنے چیل اور درخت دیکھ رہی ہو سب چڑیلیں اور دیو ہیں اب کسی چیل کو ہاتھ مت لگانا اور اس بات سے تم ہمارے گروہ کی طاقت کا اندازہ لگا لو یہ کہہ کر وہ دیو غائب ہو گیا اور پھر چیل بن کر اسی ٹہنی سے لٹک گیا۔

اب اسے پیاس اور بھوک کافی حد تک محسوس ہونے لگی تھی لیکن یہاں کے پھلوں کا اسے تجربہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہو چکا تھا کہ یہ سب جادوئی پھل ہیں ۔ وہ اس باغ سے نکل کر ہوا میں اُڑنے والی دوڑ لگاتی ہوئی سیاہ پہاڑیوں کے دامن تک پہنچ گئی اس نے تربوز کے برابر ایک پھل کی بیل زمین پر دیکھا ۔ جس کے بڑے بڑے پھل زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ایک ہرن بھاگتا ہوا آیا اور اس نے ایک پھل کے اندر منہ مارا جس کے اندر سفید سا رس سے بھرا ہوا گودا موجود تھا اور مزے سے کھا کر ایک طرف چوکڑیاں بھرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا ۔

ماریا نے سوچا یہ پھل جادوئی معلوم نہیں ہوتا اس سے بھوک اور پیاس دونوں کا کام ہو سکتا ہے اس نے ایک پھل توڑا اور درمیان سے کاٹ ڈالا اندر ایک چھوٹا سا دیو بیٹھا تھا پھل ماریا کے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ ننھا سا دیو باہر نکل آیا اور پھر بڑھتے بڑھتے بڑا ہو گیا نہایت ہی بد صورت اور خوف ناک شکل و صورت اس کے سر پر ایک چمگادڑ بیٹھی ہوئی تھی ۔ تب اس نے ماریا سے کہا لڑکی میں تمہیں دیکھ کر حیران ہو گیا تم ہی وہ

خوب صورت بلا ہو جس نے ہمارے گرو شہنشاہ ظلمات کو کو پریشان کر رکھا ہے مجھے تو تمہارے اندر کوئی ایسی جادوئی طاقت بھی نظر نہیں آتی تمہارے کارناموں کو دیکھ کر یقین نہیں آتا تم مجھ سے ملاقات کرنا چاہتیں تھیں میرا نام ببا لوش ہے جس نے جہان طاقت ور بھائی کا قتل تمہارے ذمہ ہے تمہارا خون نہایت مزے دار اور گوشت بہت شاندار ہو گا ۔ بہت دیر بعد ایک شکار ایسا ملا ہے جس کی دعوت اڑا کر کافی عرصہ منہ کا مزہ ٹھیک رہے گا میں تمہیں ابھی کچا چبا جاتا لیکن افسوس تیرے لذیذ گوشت کے لئے میں کوہستانی چڑیل کو بھی مدعو کر چکا ہوں ۔ اس کی آمد تک تو یہاں قید ہے اس کے بعد تجھے زندگی کی قید سے آزاد کر دیا جائے گا ۔

ماریا نے کہا چلو یہ بھی اچھا ہے ورنہ تمہاری موت کے بعد پھر وہ بدلہ لینے چلی آتی ایک ہی وقت میں دونوں کا خاتمہ ہو جانے تو کچھ دنوں کے لئے آرام نصیب ہو ۔

تم لوگوں کو مزے کا کتنا شوق ہے کہ بار بار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھوم پھر کر ہماری ہی راہ میں چلے آتے ہو کوئی اور نہیں بتا تجہیں۔ جبا لوش نے ایک خوفناک قہقہہ لگایا جس سے کئی پتھر پہاڑ سے لڑھک پڑے اور اس نے کہا

لڑکی! آپے میں رہ۔ نہ تو چڑیاں عقابوں کے ساتھ پرواز کر کے زندہ رہ سکتی ہیں اور نہ ہی ان ہرنیوں کی زندگی بچ سکتی ہے جو شیر کی جوہ میں داخل ہو کر کلیلیں کرتی پھرتی ہیں پھر اس نے اشارہ کیا ایک "تازہ بھنی ہوئی ہرن کی ران اس کے ہاتھ میں آ گئی جس سے بھاپ اُٹھ رہی تھی اور اس نے کہا تجھے بھوک لگی ہے اور یہ تیرے لئے کافی ہو گی میں نہیں چاہتا بھوک اور پیاس سے تیرے جسم کا گوشت کم ہو جائے پھر ویسے بھی یہ تیری زندگی کی آخری رات ہے۔

دیو غائب ہو چکا تھا اور ران ماریا کے سامنے پڑی تھی۔ ماریا کے منہ میں پانی بھر آیا اور وہ ران پر ٹوٹ پڑی۔ جو نہایت خستہ اور لذیذ ثابت ہوئی پھر اس نے چشمے سے پانی پیا اور پہاڑی پر چڑھ کر ایک چپاٹ بڑے پتھر پر دراز ہو کر سوچنے

گی کہ کل کیا ہو گا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا پھیل رہا تھا ماریا پتھر پہ چڑھ کر سوچ رہی تھی خداوند یہ بدی کی طاقتیں شکلیں بدل بدل کر سامنے آتی ہیں۔ ان کا کب خاتمہ ہو گا کیا اتنی لمبی زندگی صرف ان ہی سے مقابلہ کرتے گزر جائے گی۔ کیا ہمیں اتنی لمبی زندگی صرف اسی لئے دی گئی ہے۔ ان آنکھوں سے عیسیٰ مسیح کو صلیب پر چڑھتے دیکھا ہے۔ انہی کانوں سے مقدس ماں مریم پہ لوگوں کو الزام لگاتے سنا ہے۔ یہ کیسی بدی کی طاقتیں ہیں خداوند جو تیرے نبیوں اور پیغمبروں سے بھی اُلجھنے سے بعض نہیں آتیں۔ یہ کب ختم ہوں گی خداوند۔

اس کا تصور اسے وہیں لے گیا وہی منظر تھا۔ کسی نے صلیب اپنے کندھوں پہ اٹھائی ہوئی تھی اور ظالم بپائے زنجیر انہیں مصلوب کرنے کے لئے لے جا رہے تھے۔ وہ پر جلال چہرہ جس پہ نور ہی نور تھا کوئی حزن و ملال نہیں تھا۔ ایک عزم تھا کہ وہ امتحان میں کامیاب رہیں گے۔

ماریا کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سامنے وہ صلیب تھی جس پر عیسیٰ علیہ السلام مصلوب تھے ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ امتحان میں کامیابی کی مسکراہٹ۔ جان اس کی دی ہوئی امانت تھی۔

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ امتحان میں کامیاب ہونے والوں کا بھی یہی خیال ہے کہ اب بھی حق ادا نہیں ہوا۔ ایسی کئی جانیں ملیں خدا وند پھر امتحان لے۔ ہم پھر اس کے نام پر جان قربان کر دیں۔ اس لیئے کہ یہ جان تو اس کی امانت ہے ہم نے کیا حق ادا کیا ہے اس کی امانت اس کو لوٹا دی ہے۔ ابھی جو اس نے گلہ خدا سے کیا تھا وہ تو یہ کرنے لگی اور اس نے کہا جب تک بھی زندگی ہے وہ بدی کی طاقتوں سے ٹکراتی رہے گی وہ جہاد کرتی رہے گی جب تک کہ خدا ان سے یہ طویل زندگی واپس نہیں لے لیتا

تاریک رات ہے ایک سناٹا ہے فضاؤں میں بھی نوحہ غم ہی سنائی دیتا ہے۔ ہوائیں بھی سوگوار ہیں رات بھی شبنم کے آنسو رو رہی ہے ایک میدان میں صلیب کے پاس مقدس ماں مریم کھڑی ہیں جبر کا یہ عالم ہے کہ آنسو آنکھوں میں بھرے پڑے ہیں

لیکن ان کو باہر آنے کی اجازت نہیں۔ کیسا امتحان ہے کہ ماں رو بھی نہیں سکتی کلیجے پر تلوار کی دھار چل رہی ہے۔ حکم ہے کہ ہونٹوں پر آہ بھی نہ آئے آسمان سے بادل بھی قدم بوسی کے لیئے اتر آئے ہیں اور اپنے دوش پر اسی طرح سے اٹھا کر لے گئے ہیں اب تو وہاں کچھ بھی نہیں دھند چھٹی ہے تو صرف مقدس ماں مریم ہیں جو چلی آ رہی ہیں۔

ماریا کو محسوس ہوا کہ مقدس ماں اسی کی طرف آ رہی ہیں۔ وہ ایک دم تعظیم کے لیئے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ مقدس ماں ماریا کے پاس آئیں ان کے ہاتھوں میں ایک چھوٹی سی سونے کی صلیب تھی جس کے ساتھ پتلی سی زنجیر بھی تھی۔ ماں نے اسے مخاطب کیا۔

ماریا! یہ صلیب مقدس ہے اسے اپنے گلے میں ڈال لے اس پر وہی مصلوب ہے جس کے لیئے تیرے آنسو بہہ بہہ کر تیرے گریبان کو تر کر رہے ہیں۔ بدی کی طاقتوں سے مقابلہ کرتے وقت یہ تیرے کام آئے گی۔

ماریا نے ہاتھ بڑھا کر صلیب مقدس کو لے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لیا۔ اس کو چوما آنکھوں سے لگایا اور اور ایک دفعہ پھر آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ پھر یہ منظر بھی دھند میں تحلیل ہو گیا۔

سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی ماریا چونک اٹھی۔ رات ڈبے پاؤں گزر گئی تھی اس کے ہاتھوں میں مقدس صلیب موجود تھی۔ اس نے فوراً اسے گلے میں پہن لیا۔ اور اب اسے یقین تھا کہ ایک دفعہ پھر وہ شیطان کے چیلوں کو عبرتناک شکست دے گی۔ وہ پہاڑی سے اُتر کر چشمے پر آئی۔ منہ وغیرہ دھویا اور آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگی۔ اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ جبا طوش اور کوہستانی چڑیل اس کے سامنے نمودار ہو گئے۔ جبا طوش اور کوہستانی چڑیل کی ایسی ہیبت ناک شکل و صورت تھی کہ ماریا کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔

کوہستانی چڑیل نے ایک بھدا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا جبا طوش یہ ہے وہ آفت کی پڑیا جس کے لئے ہدایات دے کر بھیجا گیا تھا۔ اس کی حقیقت تو ایک مچھر کی سی ہے جب چاہوں اسے مسل کر

رکھ دوں واقعی اس کے دل اور دماغ کے بڑے شہنشاہ ظلمات نے مطالبہ ٹھیک ہی کیا ہے یہ دونوں چیزیں اس کی نہایت ہی لذیذ ہوں گی۔

جبا طوش نے کہا گوشت کے متعلق کیا خیال ہے تیرا جو ہماری ملکیت ہے۔

کوہستانی چڑیل نے پھر ایک بھدا سا قہقہہ لگایا اور کہا اس سے زیادہ عمدہ اور نفیس قسم کا گوشت عرصہ دراز کے بعد نصیب ہو گا۔

جبا طوش نے کہا لڑکی! تیری زندگی کی گھڑیاں ختم ہو گئیں۔ اور موت تیرے سامنے آن کھڑی ہوئی ہے۔

ماریا نے پہلی دفعہ لب کشائی کی اور طنزاً کہا جبا طوش! موت اور زندگی کا مالک تو ہے یا خدا ہے؟

کوہستانی چڑیل نے کہا لڑکی۔ یہاں خدا نام کی کوئی چیز نہیں ہمارا مذہب ظلمات کے گرد گھومتا ہے اور تمہارے خدا کو تاریکی سے نفرت ہے اس لئے وہ اس تاریک وادی میں تمہاری مدد کرنے نہیں آئے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا جبا طوش! پہلے تو اپنی ترکش کے تیر آزما لے کیوں کہ پہلا حق بھی اس شکار پر تیرا ہی ہے۔ جبا طوش نے ایک منتر پڑھ کر پھونکا تو ایک آگ کی بل کھاتی ہوئی رسی نمودار ہوئی۔

جبا طوش نے کہا جا اس لڑکی کو جکڑ لے۔ رسی بل کھاتی ہوئی ماریا کی طرف بڑھی اور اس سے لپٹ گئی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ پھولوں کی لڑی میں تبدیل ہو چکی تھی۔

جبا طوش نے غصے سے اور چڑیل نے حیرت سے اس وار کو ناکام ہوتے ہوئے دیکھا اور ماریا نے مسکراتے ہوئے پھولوں کی یہ لڑی جبا طوش کی طرف پھینک دی جو سانپ میں تبدیل ہو کر جبا طوش کی طرف بڑھی لیکن جبا طوش اپنے گرد پہلے ہی ایک حصار قائم کر چکا تھا جو نہی سانپ اس حصار سے ٹکرایا اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے

جبا طوش نے پھر ایک منتر پڑھنا شروع کیا اور پھر ہوا میں پھونک ماری آٹھ خونخوار ریچھ زمین سے نمودار ہوئے جن کے بدن پر سیاہ لمبے بال اور ضرورت سے بھی زیادہ لمبے ناخن موجود تھے

ان کے جبڑے کچھ زیادہ ہی چوڑے تھے جن سے ان کے خنجروں کی طرح نوکیلے اور تیز دانت نظر آ رہے تھے۔ جبا طوش نے فخر سے ماریا کی طرف دیکھ کر حکم دیا کہ تمہارا شکار تمہارے سامنے موجود ہے لیکن وہاں ریچھوں کو کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ بار بار منہ اوپر کر کے خوفناک آوازیں نکال رہے تھے۔ تب جبا طوش نے غصے سے کچھ پڑھ کر کہا اب دیکھو اندھو۔ اب شاید ریچھوں کو ماریا نظر آ رہی تھی۔ اور وہ غصے سے اس کی طرف گھیرا ڈالے بڑھ رہے تھے اور اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کرتے جا رہے تھے ان کے ناخن پنجوں سے باہر آ گئے تھے اور آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اور وہ حملہ کرنے کی نیت سے چھلانگ کر اسے دبوچ لینا چاہتے تھے۔ اس دفعہ تو کوہستانی چڑیل نے بھی داد دینے والی نگاہوں سے جبا طوش کو دیکھا تھا جو نہی ریچھوں نے چھلانگ لگائی۔ ماریا کے گرد آگ کا ایک حصار قائم ہو گیا اور ریچھوں کے جسم میں اس سے ٹکرا کر آگ لگ گئی۔ اور وہ چیختے ہوئے زمین پر لوٹنے لگے۔ مگر آگ نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور تمام وادی میں ان کے جلتے ہوئے گوشت کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بو پھیل گئی۔ جس سے عمبا طوش اور چڑیل دونوں ہی پریشان دکھائی دینے لگے۔

ماریا نے کہا عمبا طوش دیکھ لو میرا خدا ان اندھیروں میں آن پہنچا ہے۔

عمبا طوش نے غصے سے کہا سفید چڑھیا! یہ تو معمولی حربے تھے اس فتح سے خوش ہو گئی۔ دیکھ اب تیری موت تیرے سامنے آ گئی ہے۔

عمبا طوش نے اشارہ کیا پہاڑوں کے پتھر لڑھکتے ہوئے آتے اور اپنے آپ دیوار بن جاتے۔ پھر ماریا کے چاروں طرف یہ دیواریں کھڑی ہو گئیں تو عمبا طوش نے حکم دیا دیوارو آپس میں مل جاؤ۔ اور اس کی ہڈیوں کا سرمہ بنا ڈالو دیواریں ماریا کے گرد بڑھنی شروع ہو گئیں۔ اور آپس میں مل گئیں۔

پھر کیا ہوا یہ جاننے کے لیے قسط نمبر ۴۴

"عمبا طوش اور ناگ" پڑھیے